ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

۱۵ر نومبر ۱۹۶۸ء

ادارہ مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب: جامع شریعت و طریقت وفا العلماء و الصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ العالی

ختم نبوت !!

عن سلمان الفارسیؓ قال خرجت ابتغی الدین فوقعت فی الرھبان بقایا اھل الکتاب فکانوا یقولون ھذا زمان نبی قد اظل۔ یخرج من ارض العرب لہ علامات من ذالک بین کتفیہ ختم النبوۃ۔

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں دین حق کی تلاش میں اپنے وطن فارس سے نکلا، مجھے اہل کتاب کے کچھ راہبوں کے پاس رہنے کا موقع ملا۔ یہ راہب کہا کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کا وقت قریب آچکا ہے وہ عرب کے ملک اور قریش کی قوم میں پیدا ہوں گے۔ آسمانی کتابوں میں ان کے متعلق بہت سی علامتیں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ابھرا ہوا مقام ہوگا اور قدرت کی قلم سے لکھا ہوا ہوگا "محمد رسول اللہ"۔ صفحہ ۱۲۵ ج ۱۔

گناہوں کا اثر

عن خالدؓ بن ابی عمران قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاع اللہ فقد ذکر اللہ و ان قلت صلوٰتہ و صیامہ وتلاوتہ القرآن و من عصی اللہ فقد نسی اللہ و ان کثرت صلوٰتہ وصیامہ وتلاوتہ القرآن۔

ترجمہ: جس شخص نے گناہوں سے بچ کر اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کی اس کو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا۔ چاہے اس کی نمازیں اور اس کے روزے تھوڑے ہوں اور تلاوتِ قرآن بھی تھوڑی ہو (یعنی فرائض کے علاوہ نوافل میں کثرت اور بہتات نہ رکھتا ہو) اور جو شخص گناہوں میں ڈوبا رہتا ہو وہ غافلوں میں اور اللہ تعالےٰ کو بھلانے والوں میں شمار کیا جائے گا چاہے نوافل کثرت کے ساتھ پڑھتا ہو اور فرض روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی کثرت سے رکھتا ہو اور قرآن کریم کی تلاوت بھی کثرت سے کرتا رہتا ہو۔ صفحہ ۱۳۹ ج ۱)

چار نعمتیں

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من اعطیھن فقد اعطی خیر الدنیا والاخرۃ قلب شاکرہ و لسان ذاکر و بدان علی البلاء صابر، و زوجۃ صالحۃ لاتبغیہ خونا فی نفسھا و مالہ۔

ترجمہ: اللہ تعالےٰ کی بیشمار نعمتوں میں سے چار نعمتیں بہت اعلیٰ و افضل ہیں۔ جس کو یہ چار نعمتیں مل جائیں اسے دونوں جہان کی خیر نصیب ہوگئی:۔

۱- دل میں اللہ تعالےٰ کی نعمتیں مل جانے کا احساس ہو اور نعمتوں کے ملنے پر شکرگذار ہو۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمال صالح سے محبت اور بُرے کاموں سے سخت نفرت ہو۔

۲- زبان ذکر الٰہی سے تر رہے۔ (ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر حالت میں وضو ہو یا نہ ہو "تلاوتِ قرآن"، "کلمہ طیبہ"، "اسم ذات"، "درود شریف" غرضیکہ کسی نہ کسی کا ورد زبان پر رہے)

۴- بیوی صالحہ، نیکوکار، جو ہر طرح خاوند کی فرمانبرداری کو سعادت سمجھے اس کے مال اور اس کی دولت کو اس کی اجازت کے بغیر کہیں بھی خرچ نہ کرے۔ خاوند کی اجازت کے بغیر ہرگز کہیں باہر نہ جائے۔ اگر ماں باپ بھی فوت ہو جائیں تو بھی بغیر اجازت کے نہ جائے۔

ذکر الٰہی سے چار نعمتیں نصیب ہوتی ہیں

عن ابی ھریرہؓ وابی سعیدؓ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الھل ذکر اللہ اربعاً ینزل علیھم السکینۃ و یغشیھم الرحمۃ و تحفھم الملئکۃ و یذکرھم الرب فی ملاء عندہ۔

ترجمہ: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے سے چار انعام ملتے ہیں۔ (۱) دل کو چین، سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

۲- ذکر الٰہی کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ کی کھلی کھلی رحمت نازل ہوتی ہے رحمت خداوندی سے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

۳- اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ اللہ کے فرشتے محبت اور پیار کرتے ہیں۔

۴- ایسے نیک بندوں کی اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں میں تعریف کرتا ہے

چار اعمال

عن عبد اللہ ابن عمرؓ قال اربع من کن فیہ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ۔ من کان عصمۃ امرہ لا الہ الا اللہ۔ و اذا اصابتہ مصیبۃ قال انا للہ و انا الیہ راجعون۔ و اذا اعطی شیئاً نحمد اللہ و اذا اذنب ذنبا۔ استغفراللہ۔

ترجمہ: جس شخص کے اندر یہ چار صفتیں ہوں اور ان چار کاموں پر عمل کرتا ہو اللہ تعالےٰ اس کے لئے بہشت میں نہایت مزین مکان تیار کرائے گا:۔

۱- زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کو پسند کرے

۲- ہر قسم کی مصیبت میں صبر کرے اور انا للہ بہت کثرت سے پڑھے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۲۸

معاشرے کی تمام خرابیاں اور جرائم

خدافراموشی کی کوکھ سے پیدا ہوتی ہیں

سیف اللہ خالد

انجمن بہبود ملت کے زیر اہتمام ۸ر نومبر ۱۹۶۸ء کو جرائم اور اس کی روک تھام کے عنوان سے بی۔ این۔ آر آڈیٹوریم میں ملک خدا بخش بچہ وزیر خوراک مغربی پاکستان کی صدارت میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ جس سے اس اجلاس کے مہمانِ خصوصی الحاج حبیب الرحمن ایس ایس پی لاہور، مولانا کوثر نیازی ایڈیٹر شہاب، مسٹر شباب مفتی ایڈوکیٹ، مولانا محمد بخش مسلم اور ایڈیٹر خدام الدین نے خطاب کیا اور معاشرے کی اس سب سے بڑی لعنت کو دُور کرنے کے بارے میں مختلف تجاویز نہایت مختصر وقت میں پیش کیں۔ صدر محترم نے نہایت واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ مغربی تہذیب جرائم کی روک تھام کے سلسلے میں قطعی ناکام ہو چکی ہے اور اس کی واضح مثال یہ ہے کہ امریکہ کے حالیہ صدارتی انتخاب میں حصہ لینے والے امیدواروں نے اس دعوے کا اظہار بھی کیا ہے کہ وہ ملک میں جرائم کی بہتات اور ان کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کی پوری کوشش کریں گے۔ ظاہر ہے جب امریکہ جیسا ملک جو مغربی تہذیب کا گہوارہ ہے اور جس کے پاس افراطِ زر کے ساتھ ساتھ وسائل کی بھی کمی نہیں جرائم کی روک تھام میں ناکام ہو چکا ہے تو پھر دوسرے ممالک کو مغربی قوانین کی تقلید کر کے ناکامی کا منہ دیکھنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ملک صاحب نے اس عنوان سے ایک مردِ مومن کے انداز میں نہایت ہی فصیح و بلیغ اور موثر تقریر فرمائی اور بالآخر جرائم کے انسداد کا یہی حل پیش کیا کہ فقط اسلامی قوانین کا نفاذ ہی معاشرے سے برائیوں اور جرائم قلع قمع کر سکتا ہے۔ الحاج حبیب الرحمان جواں ہمت و جواں سال ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے منتظم، ذہین و فطین، بُردبار و متین اور سلجھے ہوئے دل و دماغ کے پولیس افیسر ہیں اور اس حیثیت سے وہ لاہور کے تمام شہریوں سے خراجِ عقیدت وصول کر چکے ہیں۔ لیکن اُن کی یہ خصوصیت اسی اجلاس میں سامنے آئی کہ قرآن عزیز کے مفہوم و مطالب پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ اور ان کے جسم میں ایک سچے مسلمان کا دل دھڑکتا ہے۔ انہوں نے وقت کی قلت کے باوجود امریکہ اور مختلف ممالک میں جرائم کے اعداد و شمار پیش کئے اور بڑے فاضلانہ اور نپے تلے انداز میں ان کا مختصر تجزیہ کیا اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ قانون کا جھول، قانون کو نافذ کرنے والوں کی کمزوریاں اور کوتاہیاں، عوام کے درمیان عدم مساوات اور مجرموں میں اے، بی اور سی کلاس کا امتیاز اور جرائم کے انسداد کے سلسلے میں شہریوں کا عدم تعاون وغیرہ اسباب جرائم کی آبیاری میں مدد دیتے ہیں۔ اگر ان اسباب کو دُور کر دیا جائے اور اسلام کو مشعل راہ بنایا جائے تو معاشرہ کے دامن سے جرائم کا داغ دھویا جا سکتا ہے۔ مولانا کوثر نیازی نے کوثر و تسنیم سے دُھلی ہوئی زبان میں حقوق العباد کی وضاحت کی اور اسلامی تعزیرات کے نفاذ کو جرائم کے انسداد کا حل بتلایا۔ انہوں نے اس سلسلے میں حجاز و افغانستان کی مثالیں پیش کیں۔ اور فرمایا کہ یہ وہ ممالک ہیں کہ جہاں اگرچہ ملوکیت قائم ہے مگر اس کے باوجود وہاں اسلامی تعزیرات کے نفاذ کے باعث جرائم کا نشان آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ملتا۔۔۔ آپ نے موجودہ معاشرے پر بڑے حسین پیرائے میں نکتہ چینی کی اور فرمایا۔ کہ یہاں انصاف خریدا جا سکتا ہے اور غریب کو اس معاشرے میں انصاف کی امید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ انصاف کی قیمت ادا نہیں کر سکتا لیکن ساتھ ہی انہوں نے سیاستدانوں کے طرزِ عمل پر تنقید کی اور کہا کہ انہیں چور دروازوں سے جرائم کی حوصلہ افزائی کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ انہوں نے اس حقیقت کا بھی اظہار فرمایا کہ اگر جرائم کے پیچھے با اثر افراد کے ہاتھ مجرموں کی پشت پناہی نہ کریں تو بہت حد تک جرائم کی روک تھام ہو سکتی ہے۔ بہرحال ان کے بیان کا حاصل یہی تھا کہ اسلامی تعزیرات اور تعلیماتِ اسلامی کا نفاذ ہی جرائم کے انسداد کا واحد ذریعہ ہے۔۔۔ مسٹر شباب مفتی نے بڑی محنت سے معاشرہ میں جرائم اور ان کے اسباب کے متعلق اعداد و شمار جمع کئے تھے لیکن وقت کی تنگ دامانی کے باعث وہ انہیں مفصل طور پر پیش نہ کر سکے لیکن انہوں نے جرائم کے حل کے طور پر چند مفید تجاویز پیش کیں جن میں اولاد کی تربیت، اسکولوں میں بچوں کے کردار کی اصلاح، نصاب تعلیم میں تبدیلی، معاشی حالات کی درستگی اور محلہ وار اصلاحی کمیٹیاں بنانے پر زور دیا گیا تھا۔ مولانا محمد بخش مسلم نے ہر محلہ میں نماز کمیٹیاں بنانے کی تجویز پیش کی اور کہا کہ نماز ہی فواحش و منکرات کی جڑ کاٹ سکتی ہے۔۔۔ ایڈیٹر خدام الدین نے جنہیں اس مجلس میں سب سے کم وقت ملا تھا موضوع کو اس طرح سمیٹا کہ معاشرہ میں تمام جرائم اور برائیاں صرف خدافراموشی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جرائم کے انسداد کا واحد حل یہی ہے۔ خداوند قدوس کی عظمت اور اُس کا خوف معاشرہ کے ہر فرد کے دل و دماغ میں گھر کر لے اور انسان فکرِ آخرت سے سرشار ہو جائے۔ انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی مریض ڈاکٹر کے پاس جائے اور اُس سے کہے کہ میرے سر میں درد ہے رنگ زرد ہوا جا رہا ہے، معدہ غذا ہضم نہیں کرتا، جسم میں خون کی کمی ہو گئی ہے، آنکھوں کے

(باقی ص۱۷ پر)

مجلس ذکر ۱۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ر نومبر ۱۹۶۸ء

کتاب وسنّت کو مضبوط پکڑو

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝ (پ ۲ س البقرہ ع ۱۸ آیت ۱۵۲)

ترجمہ: پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

آزمائش کا طریقہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کسی کی آزمائش کرنی ہو تو اس کے ساتھ مدت مدید تک رہیں، خوشی اور غمی میں اس کو آزمائیں۔ تب انسان کا پتہ چلتا ہے۔ وقتی طور پر انسان کسی کے روشن پہلو کا ساتھ دیتا ہے تو یہ کوئی کمال نہیں۔ بعض ایسے بیچارے بیمار پڑتے ہیں کہ اولاد کیا، رشتے دار کیا سب منہ موڑ لیتے ہیں۔

چاہ کندہ را چاہ درپیش

چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ گھر والے بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں ——— ایک دھوبی تھا، بڑھاپا اس کے لئے وبالِ جان بنا ہوا تھا، موت آتی نہیں تھی۔ ساری ساری رات کھانستا، گھروالوں کو سونے نہ دیتا، دن بھر گھر والے بیچارے کام کرتے، رات بھر یہ انہیں آرام نہ لینے دیتا۔ سوچ سوچ کر اُس کے بیٹے نے یہ حربہ نکالا کہ میں تو کپڑے دھونے جاتا ہوں، اسے بھی جا کے وہیں ڈبو دیتا ہوں ——— چنانچہ اسے پُشت پہ اٹھایا کہ آؤ ابا جان! علاج کرانے کے لئے لے چلوں۔ (دراصل وہ ہمیشہ کے لئے علاج کرانے لے جا رہا تھا) جب دریا میں اسے ڈبونے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا! ذرا دو قدم اور آگے جا کے مجھے ڈبو دو۔ اس نے کہا کیوں، کیا بات ہے یہاں میں اور وہاں میں؟ اُس نے کہا یہاں جس جگہ تم مجھے ڈبو رہے ہو یہاں میں نے اپنے باپ کو ڈبویا تھا۔

روحانی توجہ کا اثر

یہ حضرتؒ کا سجایا ہوا باغ ہے اور ان کی روحانی توجہ اور ان بزرگوں کی دعائیں ہیں جو اسے لئے جا رہی ہیں جیسے میں مثال دیا کرتا ہوں۔ کہ انجن جب گاڑی سے قطع تعلق کر لیتا ہے (گاڑی کو کھینچنے کے لئے سٹیم تو اُسی میں ہوتی ہے) لیکن جب وہ کسی ڈبے کو دھکا دیتا ہے تو فرلانگ تک تو ویسے ہی چلا جاتا ہے خواہ مال گاڑی کا ہو یا دوسرا بھی، اس کی طاقت ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم جتنا تھوڑا بہت اب چل رہے ہیں، خدا کا نام لینے کی توفیق ہے یا عبادت کی توفیق ہے، یہ اُسی سٹیم والے انجن کا دھکا لگا ہوا ہے ——— اللہ تعالےٰ قبر تک اسے نبھانے کی توفیق دے۔ ورنہ شیطان تو قدم قدم پر اغوا کے لئے بیٹھا ہے۔ اس نے تو دعوےٰ کر رکھا ہے۔ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ (پ ۱۴ س الحجر رکوع ۳ آیت ۳۹)

کسی کو نہیں چھوڑوں گا، سب کو گمراہ کر ڈالوں گا، اغوا کر لوں گا، یعنی دین سے ہٹا لوں گا۔ اللہ کا پاک نام لینے نہ دوں گا ——— اور تقریباً کر ڈالتا ہے۔ آپ بیسیوں کو دیکھتے ہوں گے جو پہلے اللہ کا نام لیتے تھے، اب شیطان نے متنفر کر دیا ہے۔

ہر کمالے را زوالے

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے نسلیں چلتی ہیں پیروں کی اور نسلیں چلتی ہیں مریدوں کی۔ کسی کا دادا اگر دادے کا مرید تھا تو پوتا اب پوتے کا مرید ہے اور پوتا یہ سمجھتا ہے کہ یہ ہمارے مرید ہیں جیسے کہ کمی اور مزارعے ہوتے ہیں، نوکر چاکر اور غلام ہوتے ہیں امراء کے اور حکمرانوں کے۔ جس طرح ان کا نوکروں اور غلاموں کا ایک سلسلہ چلتا ہے خاندانی، اسی طرح وجاہت کا، سلطنت کا، سطوت کا سلسلہ چلتا ہے۔ لیکن پھر بھی آخر ع "ہر کمالے را زوالے"

اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ تو اپنے لئے رکھا ہے سب کچھ، باقی وقتی طور پر اللہ تعالےٰ آزمائش کے لئے دیتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کون اس آزمائش کا ہے اس پر ثابت قدم رہتا ہے اور کون لغزش کا شکار ہو جاتا ہے چنانچہ آپ دیکھئے کبھی یہاں مسلمانوں کا سورج طلوع تھا، ان کی حکومت کا دورِ اقبال تھا۔ برما سے لے کر کابل تک بلا شرکتِ غیرے حکمران تھے، اکبر کا دور دیکھئے، عالمگیر کا دور دیکھئے پھر جو زوال آیا، جوتوں میں دال بٹی، آپس میں لڑنے بھڑنے لگ گئے نتیجۃً سات سمندر پار سے بھنگیوں، چماروں کو اللہ نے سزا کے لئے بھجوایا ——— عالمگیرؒ کا زمانہ دیکھئے کبھی تکبیر اولیٰ کے بغیر نماز نہیں ہوئی پانچوں وقت کی نماز کے پابند، بلکہ قرآن لکھ کر اپنی روزی مہیا کرتے ہیں، ٹوپیاں سی کے اپنی گذر اوقات کرتے ہیں۔ لیکن پھر ایک دور آیا کہ محمد شاہ رنگیلے جیسے پیدا ہو گئے۔

کتاب وسنّت ہی اصل دین ہے۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہمارے لئے دین دو چیزوں میں ہے (۱) کتاب اللہ (۲) سنتِ رسول اللہ ——— حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلاً

(باقی صـ پر)



۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۸ر نومبر ۱۹۶۸ء

ایمانِ کامل کی نشانی یہ ہے

کہ

خواہشاتِ نفسانی شریعت کے تابع ہو جائیں!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ (پ ۸ س اعراف ع ۱)

ترجمہ : جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے اس کا اتباع کرو۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حق تعالےٰ سبحانہٗ کے کلام کی ہر حال میں اتباع کرنی چاہئے ــــ اس قرآنِ کریم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں اللہ رب العزت کی نازل کردہ ہے۔ اس میں کوئی گھڑی ہوئی بات اور ملاوٹ نہیں یہ خالصتاً رب تعالےٰ کا پیغام ہے اور اس پر عمل کرنے ہی سے انسانیت کی نجات ہے۔ ہدایت کا نسخہ فقط قرآن مجید اور فرقانِ حمید ہے ــــ لیکن اس کے باوجود حق تعالیٰ سبحانہٗ فرماتے ہیں :-

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (س الاحزاب پ ۲۱۔ رکوع ۳)

ترجمہ : البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔

گویا قرآن مجید پر عمل صرف اسی صورت میں ہوگا جب ہم اتباعِ نبیٔ کریم کریں گے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ سے ہٹ کر قرآنِ کریم کا اتباع ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید کا عملی نمونہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے

یہ قرآن جو چھپا ہوا بازار میں ملتا ہے جامد و صامت ہے لیکن ناطق اور چلتا پھرتا قرآن تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات تھی اور آپؐ ہی کی تابعداری سے قرآن کریم کی تابعداری ہو سکتی ہے۔ چنانچہ دین کا منبع کتاب و سنت ہیں اور اسی لئے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

عن مالك بن انس مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله۔

ترجمہ : حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان کو مضبوط پکڑے رہوگے گمراہ نہ ہوگے (وہ دو چیزیں ہیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت۔

پس ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم کتاب و سنت کا اتباع کریں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے تمام کام انجام دیں۔

اتباع کی دو قسمیں

محترم حضرات! اتباع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اتباع بطیبِ خاطر اور خوشی سے ہوتا ہے۔ اس اتباع سے طبیعت میں فرحت و انبساط اور سرور پیدا ہوتا ہے اور دل میں روحانیت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دل و دماغ میں شریعت کے خلاف خیال بھی آنے نہیں پاتا۔ تاریخ اسلام پر نظر دوڑانے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نعمت سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی اور یہ نعمت جس درجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس یارِ غار کو عطا ہوئی تھی اس کی مثال نہیں ملتی ــــ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں کچھ ترش کلامی ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ جب تم سب نے میری تکذیب کی تو یہی وہ شخص ہے جس نے بلا حیل و حجت میری تصدیق کی اور تم اس کو بھی نہیں چھوڑتے ــــ احادیث و سیر کی کتابیں شاہد ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی وہ جاں نثارانِ رسولؐ اور عاشقِ صادق تھے جن کو کبھی کسی ارشادِ نبوت پر شک کا شائبہ تک نہیں گذرا اور وہ ہمیشہ ہی رضائے خدا و رسول میں فنا رہے اور ان کی ہر حال میں یہ کیفیت رہی ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

بہر حال سب سے پہلے یہ شرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا اور ان کے بعد تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی کا یہ حال تھا کہ انہوں نے اپنی تمام خواہشات کو

شریعت کے تابع بنا رکھا تھا اور وہ کسی حالت میں بھی خدا و رسولؐ کی مرضی کے خلاف کوئی ادنیٰ حرکت تک نہیں کرتے تھے ــــــ اللہ تعالےٰ قادر ہے وہ یہ نعمت سب کو عطا فرما سکتا ہے۔ چنانچہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس نعمت سے بہرہ ور کرے کہ ہم اپنی خواہشاتِ نفسانی کو شریعت کے تابع بنا سکیں۔

روزمرہ کے عام حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عاشق اپنے معشوق کی مرضیات کو پورا کرتا ہے ماں عاشق اور اولاد معشوق ہوتی ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچہ روٹھ جاتا ہے تو ماں اس کو راضی کرنے کے لئے تڑپ اٹھتی ہے۔ اسے ایک چیز لا کر دیتی ہے تو وہ اٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ پھر اس کے لئے دوسری لاتی ہے۔ غرضکہ ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ بچہ کسی نہ کسی طرح راضی ہو جائے۔

اسی طرح اے برادرانِ اسلام! اگر ہم کو خدا و رسول سے محبت کا دعوٰے ہے تو پھر ہمیں بھی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے اور وہی کام کرنے چاہئیں جن میں وہ راضی ہوں۔

اتباع کی دوسری قسم جبر سے اتباع کرنا ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ ایک دن آدھی رات کو کسی نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا ایک نوجوان اور دو اور آدمی ایک مقدمہ لے کر آئے ہیں۔ لڑکا اور اس کی والدہ خطبہ جمعہ کے دوران اٹھا گئے تھے کہ ہم شادی کے موقع پر باجے نہیں بجائیں گے۔ اور وہ دونوں اس پر قائم تھے۔ لیکن لڑکی والے اصرار کر رہے ہیں کہ باجا ضرور آئے ــــ دونوں نے کہا کہ لڑکے کے دادا کی خواہش ہے کہ میں ان کو باجا بجانے کی اجازت دے دوں ــــ میں نے اسی نکتہ نگاہ سے کہ لاہوریا

اکثر نکاح پہلے کر لیتے ہیں یہ سوال کیا کہ نکاح ہو چکا ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نکاح ہو چکا ہے ــــ میں نے ان سے کہا کہ لڑکی والوں کو کہلا بھیجو کہ شادی ابھی رہنے دو۔ جب باجوں کی نفی کرو گے تو لڑکی لے جائیں گے۔ لڑکی والوں نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو پھر بغیر باجوں کے بھی برات لانے کی اجازت دے دی۔ اب لڑکی اور لڑکے کے دادا نے جبر سے شریعت کا اتباع کیا اور لڑکے اور اس کی ماں نے بطیبِ خاطر کیا۔

بہرحال محمود صورت فقط صدقِ دل سے اور خوشی خوشی شریعت کا اتباع کرنا ہے اور خداوندِ قدوس سے میری دعا ہے کہ وہ ہمیں بطیبِ خاطر شریعت کا اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ شریعت کا اتباع ہماری طبیعتِ ثانیہ بن جائے اور ہماری تمامتر خواہشات قرآن و حدیث کے تابع ہو جائیں۔ آمین!

ارشادِ نبویؐ

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لا یومن احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعًا لما جئت بہ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں (خدا کی طرف سے) لایا ہوں۔

ما جئت بہ میں یہاں قرآن مجید اور احادیث دونوں چیزیں آتی ہیں۔ جس سے ثابت یہ ہوا کہ جب تک خواہشاتِ نفسانی قرآن و حدیث کے تابع نہ ہو جائیں ایمان کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔ بالفاظِ دیگر ایمان کی تکمیل کے لئے اور مومن بننے کے لئے بھی ضروری ہے کہ خواہشاتِ نفسانی کتاب و سنت کے تابع ہو جائیں۔

واہ کینٹ میں سالانہ درسِ قرآن کی تقریب

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب جو گورنمنٹ ڈگری کالج کیمبلپور میں پروفیسر ہیں اور ایک متبحر عالم دین ہیں۔ واہ کینٹ میں نومبر ۱۹۶۴ء سے درسِ قرآن حکیم دے رہے ہیں۔ آپ کا یہ درس اس قدر مقبول ہوا ہے کہ قریب و بعید سے لوگ اس میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔ درس شروع میں صرف ایک گھنٹہ ہوتا تھا۔ لیکن گذشتہ سال سے درسِ قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ محترم المقام جناب محمد شفیع صاحب مشیر مالیات پی او ایف بورڈ کی دلالت علی الخیر پر درسِ حدیث بھی شروع کر دیا گیا۔ نشست ایک گھنٹہ سے بڑھا کر سوا گھنٹے کی کر دی گئی تاکہ ۴۵ منٹ درسِ قرآن مجید اور ۳۰ منٹ درسِ حدیث نبی کریمؐ ہو جایا کرے، چنانچہ الحمدللہ یہ سلسلہ خاصا کامیاب رہا۔ اس درس کو احاطہ تحریر میں لا کر ہر سال کے آخر میں کتابی شکل بھی دے دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ درس مقدس ملک اور بیرون ملک بھی قدر دانوں کے ہاتھوں میں پہنچ جاتا ہے۔ اب تک چار سالوں کے چار مجموعے چھپ چکے ہیں اور درس حدیث کا پہلا مجموعہ بھی "انوار الحدیث" کے نام سے چھپ رہا ہے۔ درس کا وقت اور تاریخ مقرر کرتے وقت شروع ہی سے طے کر دیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری اتوار کو صبح دس بجے یہ درس شروع ہوا کرے گا۔ جس پر خدا کی توفیق سے آج تک پابندی سے عمل ہو رہا ہے۔ درس کا انعقاد بندہ کی رہائش گاہ واقع ۱۵ جامن روڈ سینٹرل پارک واہ کینٹ میں ہوتا ہے درس میں شمولیت کی دعوت ہر خاص و عام کو ہے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث کے دو چشمے ہر مسلمان کے لئے اللہ رب العزت نے سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے جاری فرمائے ہیں۔

ہر سال کے آخر میں خصوصی مجلس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ہمارے روحانی مربی اور پاکستان کی مایۂ ناز شخصیت جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم امیر خدام الدین لاہور بطورِ خاص تشریف لایا کرتے ہیں اور ان کے علاوہ بعض دیگر اکابر علماء کرام و صوفیاء عظام بھی رونق افروز ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس سال کے سالانہ درس کے موقع پر حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ، خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نوراللہ مرقدہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لا رہے ہیں۔

پروگرام انشاء اللہ ٹھیک ۹ بجے صبح ۱۷ر نومبر ۱۵ جامن روڈ سینٹرل پارک میں شروع ہو جائیگا۔ جناب سے ہماری خصوصی درخواست ہے کہ اس بابرکت اجتماع میں تشریف لائیں اور اپنے احباب و واقفین کو بھی اس میں شمولیت کی دعوت دیں جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

الداعی الی الخیر احقر خوشی محمد اے ڈبلیو ایم (پراجیکٹ)
۱۵۔ جامن روڈ واہ کینٹ

قسط ۴

اسلام کا معاشی نظام

مولانا شمس الحق افغانی (تمغۂ امتیاز)
سابق وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان حال شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

(سلسلہ کے لئے ۲۶ ستمبر کا پرچہ دیکھیں)

فناء عامہ مشترک ملکیت ہے

آبادی کے قریب کھلی زمین عوام کی ملکیت ہے، جس میں وہ مویشی چرائیں گے۔ اور کٹی ہوئی فصل رکھیں گے۔ ان منافع عامہ کے تعلق کی وجہ سے وہ زمین موات کے حکم میں نہیں۔ وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں بن سکتی۔ وفی الزیلعی علی الہدایہ ج ۴ صفحہ ۳۸ وفناء العامۃ ینتفعون بہ لانھم محتاجون الیہ مرعی مواشیھم وحصائدھم فلم یکن انتفاعھم منقطعا عنہ ظاہر فلا یکون مواتا۔

معادن ظاہرہ عوام کی ملکیت ہیں

المعادن الظاھرۃ وھی التی یوصل الیھا بغیر مؤنۃ ینتابھا الناس وینتفعون بھا کالملح والماء والکبریت والقیر والمومیا والنفت والکحل والیاقوت ومقاطع الطین واشباہ ذلک۔ ذلک لاتملک بالاحیاء ولا یجوز اقطاعھا لاحد من الناس (المغنی لابن القدامہ ج ۶ صفحہ ۱۵۷) کھلی معدنیات جن تک رسائی میں زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اُن کو عوام باری باری سے استعمال میں لائیں گے۔ اور اُن سے فائدہ اٹھائیں گے۔ جیسے نمک، پانی (جس میں سوئی گیس بھی داخل ہے) گوگرد، تارکول، مومیائی مٹی کا تیل، پٹرول، سُرمہ، یاقوت، اور خاکی ٹکڑے (جس میں کھاد بھی داخل ہے)۔

خراج اور مالگزاری میں عوام کا حق

الخراج فیئ لجمیع المسلمین ان غلب علی ارض الخراج وانقطع الماء اصطلم الزرع فلا خراج (کتاب الخراج لابی یوسف) خراج تمام مسلمانوں کا حق ہے۔ اگر زمین پر آفت پڑے یا پانی نہ ہو۔ یا فصل برباد ہو جائے تو خراج وصول نہیں کیا جائے گا (کتاب الخراج)

امداد کفایت مزارع مسلم وغیر مسلم کو تخم بیل وغیرہ کی رقم دی جاتی تھی۔ ان یدفع للعاجز کفایتہ من بیت المال (فتح القدیر ج صفحہ ۱۵۵)

غیر مسلم رعیت بھی اگر محتاج ہو تو وہ بیت المال سے روزینہ کی مستحق ہے

معاہدہ حیرہ کے سلسلہ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو بوڑھا کام نہ کر سکے یا اس کو کوئی آفت پہنچے یا مالداری کے بعد فقیر ہو جائے کہ اس کے ہم مذہب اس کو خیرات دینے لگیں۔ تو اس سے جزیہ معاف ہے۔ اس کو اور اس کے سارے کنبے کو سرکاری خزانہ سے اخراجات دیئے جائیں گے۔ جب تک اسلامی مملکت میں رہے۔ اگر اسلامی مملکت سے نکل جائے۔ تو پھر اسلامی سلطنت پر اس کا خرچ لازم نہیں (کتاب الخراج امام ابو یوسف صفحہ ۸۵)

معاشیات اسلام کا تفصیلی نظام

معاشیات کا تعلق انسان سے ہے اور انسان مختلف پہلو رکھتا ہے۔ اس کا ایک پہلو انفرادیت کا ہے۔ اس لحاظ سے کہ ایک انسان کو دوسرے انسانوں سے اجتماعی تعاون کی ضرورت ہے، اس وجہ سے اس کا دوسرا پہلو اجتماعیت کا ہے۔ اس لحاظ سے وہ زندہ مخلوق ہے اور اس کی بقاء حیات کے لئے مخصوص اسباب کی ضرورت ہے۔ اس جہت سے وہ معاشیات کا موضوع ہے۔ پھر انسان چونکہ ایک روحانی مخلوق ہے۔ اس لئے وہ روحانیت کا بھی موضوع ہے۔ انسان ایک مخصوص فطرت رکھتا ہے اس سے وہ نفسیات کا موضوع ہے۔ انسان کو چونکہ کائنات اور خالق کائنات دونوں سے تعلق ہے، اس لئے انسان کا ایک کائناتی پہلو ہے۔ اور ایک الہیاتی پہلو بھی۔ اب جو مفکر انسان پر معاشی حیثیت سے غور کرے گا اور باقی تمام پہلوؤں کو نظر انداز کرے گا۔ وہ خطرناک غلطی کا مرتکب ہوگا۔ جس طرح اگر کوئی انسان دل کا بھی مریض ہو اور معدے کا بھی، پھر دماغی مرض میں بھی مبتلا ہو تو جو ڈاکٹر یا حکیم اس کا علاج بحیثیت مریض قلب کرے گا اور معدے اور دماغ کے مرض کو نظر انداز کرے گا تو ایسی صورت میں اس انسان کی ہمہ جہتی صحت یابی ناممکن ہے اگر انسانی اعضا میں بلحاظ صحت باہمی ارتباط موجود ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی کلی صحت تمام اعضائی پہلوؤں کے ممکن علاج کرنے پر موقوف ہے تو ایک انسان کا علاج بھی صرف معاشی نقطۂ نظر سے غلط ہے جب تک اس انسان کا تمام پہلوؤں کے لحاظ سے علاج نہ کیا جائے وہ علاج صحیح نہیں ہوگا۔ اشتراکی اکتنازی نظریات میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اُن مفکرین نے انسان کے صرف ایک پہلو (معاشی) پر نظر ڈالی اور باقی تمام پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کیا۔ اس لئے الجھنیں بڑھتی گئیں۔ اور معاشی مسئلہ بھی حل نہ ہوا

اسلام کا ہمہ جہتی معاشی حل

اسلام چونکہ دین الٰہی ہے جس کی تمام انسانی پہلوؤں پر نظر ہے۔ اس لئے اس نے انسانی انفرادیت کو قائم کیا۔ اور جائز طریقوں سے انسان کو رزق کمانے اور شخصی ملکیت برقرار رکھنے کی پوری آزادی دی اور کوئی طاقت اس کی اس فطری آزادی کو سلب کرنے کی مجاز نہیں قرآن کا اعلان ہے ان لیس للانسان الا ما سعی ان سعیہ سوف یری ہر انسان اپنے جائز اکتساب مال کے لئے سعی کرنے میں آزاد ہے۔ اور اس کی کوشش کا ثمرہ صرف اسی کا حق ہے بیہقی کی ایک حدیث میں ہے کہ طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ "دینی فرائض کے بعد رزق حلال کمانا بھی انسان پر فرض ہے اذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ جب جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں تلاش معاش کے لئے پھیل جاؤ ان ہدایات میں معاشی ضروریات کے لئے سعی و عمل کی دعوت ہے اور عمل کا بڑا محرک فطرتاً شخصی ملکیت کا تصور اور اختصاص اور اختصاص و انفرادیت کا جذبہ ہے۔ اس فطری امر کو اسلام نے برقرار رکھا بلکہ ان ہدایات کے ذریعہ اس کو عمل پر ابھارا۔

اجتماعیت انفرادیت کا تقاضا پورا کرنے کے بعد اسلام نے انسان کے اجتماعی پہلو کے متعلق بھی ہدایات دیں۔ اور اجتماعی دائرے کے فرائض سے بھی اس کو آگاہ کیا۔ اسلام نے انسان کو یہ تصور دیا کہ پوری انسانیت ایک برادری ہے۔ اور ایک ہی کنبہ ہے اور ایک ماں باپ کی اولاد ہے یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم

شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر - اے انسانو! ہیں نے تم سب کو ایک ماں باپ سے پیدا کیا - اور تمہاری قومیں اور ذاتیں بنائیں تا کہ ایک دوسرے کا حق پہچانو - روح المعانی ج ۲۶ صفحہ ۱۶۲ ہیں ہے کہ یعرف بعضکم بعضا فتصلوا الارحام وتبینوا الانساب والتوارث لا تفاخر والخ یعنی یہ کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو - حق قرابت ادا کرو اور انساب پہچان کر میراث کو اس کے مطابق تقسیم کرو نہ اس لئے کہ تم ایک دوسرے پر بڑائی جتلاؤ - بیہقی حضرت انسؓ سے مرفوعًا حدیث نقل کرتے ہیں الناس عیال اللہ احب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ تمام اولاد آدم اللہ کا کنبہ ہے - اللہ کو سب مخلوق ہیں وہی محبوب ہے، جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے وفی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم قابل تعریف وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ اور قانونی واجبات کے علاوہ اپنے اموال ہیں سے سائل اور بے مال کو مالی مدد دینا اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں - یہی تفسیر مجاہد ابن عباسؓ روح المعانی ہیں مرقوم ہے اب جو قوم خواہ روسی ہو یا امریکی وحدت بشری کے اس فطری اجتماعی مسئلہ کو نظر انداز کرے تو اس قوم کی ساری کوشش اس حیثیت سے ہوگی کہ روسی یا امریکی قوم سربلند ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ باقی اقوام کو مغلوب اور قلاش بنا کر صرف ایک قوم کا پیٹ بھرنا اس کے پیش نظر رہے گا اور اس کی وجہ سے عام معاشی عالمی حالت خراب ہو جائے گی جیسا آج کل کا مشاہدہ ہے - اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق نصف انسانی آبادی روٹی سے محروم ہے۔

انسان کا روحانی پہلو

انسان ایک روحانی مخلوق بھی ہے - اگر اس کو اللہ سے ربط ہو اور نتائج اعمال اور مکافات عمل کا یقین ہو اور قلب بخل، حرص، تکبر، حبّ ذات اور حبّ قوم کی آلائشوں سے پاک ہو - تو اس کی معاشی حالت بھی ٹھیک ہوگی دوسرے انسانی افراد کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا اور کوئی دوسرا انسان اس سے ظلم کا شکار نہ ہوگا لیکن اگر خود انسانی روح ناپاک ہو تو اس کا وجود دوسرے انسان کے لئے وبال ہوگا اور ہر وقت دوسرے انسان اس کے جانی و مالی مظالم کے تختۂ مشق بنتے رہیں گے - قوانین خواہ اچھے ہوں یا بُرے - لیکن اس کو نافذ کرنے والا بہرحال انسان ہی ہوگا - جب انسان کی روحانیت بگڑی ہوئی ہو - تو قوانین چاہے عادلانہ ہوں وہ کیا کر سکتے ہیں - اس کی چشم دید دلیل......... دور حاضر کی بڑی طاقتیں ہیں، جو آئے دن ضعیف اقوام کو تباہ کر رہی ہیں - اُن کو اقوام متحدہ نہ روک سکتی ہے اور نہ زبان سے ظالم دجارح کو ظالم دجارح کہہ سکتی ہے خود ویت نام ہیں امریکہ کی تباہ کن کاروائی اور عربوں کے خلاف بڑی طاقتوں کے اشارہ پر یہود کے مظالم اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ اقوام متحدہ کو زبان اور قلم ہلانے کی بھی ہمت نہیں کہ وہ بُرے کو بُرا کہہ سکے - قرآن نے صحیح فرمایا ہے :- قد افلح من ذکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا - کامیاب ہوا وہ انسان جو روح کو پاک کرے اور ناکام ہے وہ انسان جس نے اغراض و مصالح دنیوی کی گندگی سے روح کو آلودہ کیا -

انسان کا نفسیاتی پہلو

انسانی نفس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے انسان ہیں مال کی محبت رکھی ہے - اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر انسان ہیں کلیتہً حبّ مال نہ ہو تو وہ طلب مال چھوڑ دے گا جس سے دنیا کی رونق بھی ختم ہو جائے گی - اور چونکہ مال ہی سے انسانی زندگی قائم ہے - پس مال اگر نہ ہو تو خود انسان بھی ختم ہو جائے گا - یہی وہ مال کی فطری محبت ہے جس کو قرآن ان بلیغ الفاظ ہیں بیان کرتا ہے - زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہٗ حسن المآب اس آیت ہیں دنیوی محبوبات کی پوری تفصیل فہرست بیان کی گئی - انسان کو فطرۃً انسانوں ہیں سے بیویوں اور اولاد سے محبت ہے جمادات ہیں سے سونے چاندی کے انباروں سے اور حیوانات ہیں سے عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں سے اور نباتات ہیں سے کھیت اور فصلوں سے - دوسری آیت ہیں یہ بتایا گیا - کہ انسان مال کی محبت ہیں حد سے زیادہ حریص اور شدید ہے - انہ لحب الخیر لشدید اس لئے معاشی نظام کی درستی کے لئے انسان کے اس نفسیاتی جذبہ کی اصلاح اور اس کو اعتدال پر لانا ضروری ہے - اس لئے اسلام نے مندرجہ ذیل ہدایات دیں -

۱ - مذکورہ فہرست کے بعد قرآن کا ارشاد ہے - ذلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہٗ حسن المآب یہ مذکورہ چیزیں چند روزہ کے لئے فائدہ اٹھانے کا سامان ہیں - اور اللہ کے پاس وہ چیز ہے جو انجام حیات کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے - دوسری آیت ہیں ارشاد ہوا بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی - اس دور حیات کے فوائد کو تم ترجیح دیتے ہو - حالانکہ زندگی کا اصلی آخری دَور عمدگی ہیں دنیا سے بڑھ کر ہے اور پائدار بھی ہے - قرآن چونکہ خدائے حکیم کا کلام ہے اس لئے وہ اس نفسیاتی گُر سے واقف ہے - کہ مال اور دنیوی فوائد کی فطری محبت محو نہیں کی جاسکتی - البتہ موڑی جاسکتی ہے - یعنی اس محبت کا ازالہ نہیں ہوسکتا - البتہ امالہ ہو سکتا ہے - یعنی اس کا رُخ ایک بڑے محبوب کی طرف پھیرا جاسکتا ہے - اس لئے قرآن نے گزشتہ آیات ہیں دنیوی نعمتوں کا اُخروی نعمتوں کے ساتھ موازنہ کیا اور بتایا کہ آخری نعمتوں ہیں بلحاظ انجام حُسن ہے - لیکن دنیوی نعمتوں کا انجام فنا ہے - اُخروی نعمتیں دنیوی نعمتوں کی بہ نسبت بہتر ہیں - اور یہ بہتری لامحدود ہے - لیکن اگر ان دونوں کے باہمی تفاوت کو پتھر اور سونے کے درمیان جو تفاوت ہے اس کے مماثل قرار دیا جائے تو بھی کوئی عاقل سونے پر پتھر کو ترجیح نہیں دے گا - اور نہ سونے سے پتھر کو زیادہ محبوب سمجھے گا دوسرا موازنہ دوام اور انقاد کا موازنہ ہے اگر کسی عاقل کو کہا جائے کہ تم اگر چاہو تو ہیں تم کو ایک من پتھر چند دن کے لئے دوں گا اور پھر واپس لے لوں گا - اور اگر چاہو تو ایک من سونا ہمیشہ کے لئے دوں گا تو یقینی بات ہے کہ وہ چند روز کے لئے پتھر حاصل کرنے کی بہ نسبت دوامی طور پر ایک من سونا کا مالک بن جانے کو زیادہ محبوب جانے گا - اس لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کا رُخ دنیا سے آخرت کی محبوبات کی طرف پھیر کر انسان کی اس حرص دنیا کا خاتمہ کر دیا - جس سے انسان کی معاشی حالت پر ضرب پڑتی تھی -

۲ - دوسری طرف اسلام نے یہ بتایا کہ انسان کے تمام مفاسد کی جڑ حُبّ دنیا ہے - ظلم اور دوسرے انسانوں کی حق تلفی، چوری،

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

تیرے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں !!

حضرت مولانا محمد فرقان صاحب مدظلہم مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

بعثتِ فخر الانبیاء، خاتم النبیین امام الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جنوباً شمالاً، شرقاً غرباً جہالت کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی سارے کا سارا عالم ظلمت کدہ بنا ہوا تھا۔ بت پرستی، وہم پرستی، نفس پرستی، خیال پرستی، شمس پرستی، انسان پرستی، شجر پرستی اور حجر پرستی کا دور دورہ تھا۔ زناکاری، بدکاری، عیاری، عریانی، حق تلفی اور غارت گری عام تھی، ظلم و ستم کا بازار گرم تھا۔ اہلِ عرب زندہ بچیوں کو درگور کرتے اور اس پر فخر کرتے، مرد و زن کا اختلاط ان کے ہاں معیوب نہ تھا۔ رشوت و سود کی آگ کے شعلے فلک کو چھوتے تھے۔ انسانیت سبعیت کی صفات سے متصف تھی۔ معمولی بات پر جنگ و جدل پر کمربستہ ہو کر لاکھوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے خدائے واحد و احد اور خالق کرۂ ارض و سماء کا نام لینا جرم عظیم تھا۔ لات و منات اور عزیٰ کو پکارنے والے حقیقی اور برحق خدا کا نام لینا گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ معبود برحق کے پکارنے والے کو اذیت دی جاتی تھی، زد و کوب کی جاتی تھی۔ تپتی ہوئی ریت پر ڈالا جاتا تھا۔ سنگریزوں پر گھسیٹا جاتا تھا، شعلہ زن آگ میں ڈالا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ آگ اس پرستارِ حقیقی کے خون و چربی ہی سے گل ہو جاتی۔ انسانیت انسانوں میں نام کو نہ تھی، امن و امان اور چین و اطمینان مفقود تھا۔ بہیمیت اور سفاکیت کا بازار ہر طرف گرم تھا۔ زمین کے اطراف و اکناف انسانوں کے ناپاک کردار اور برے افعال کے باعث ظلمات فوق ظلمات کا منظر پیش کر رہے تھے۔ اتنے میں فاران کی چوٹیوں سے آفتاب اسلام نے طلوع کیا۔ رحمٰن و رحیم خدا نے گمراہ انسانوں کی ہدایت و رہبری کے لئے فخر کائنات، مصورِ اخلاق، محسنِ اعظم امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو اسلام کی دعوت دی، کفر و شرک، ظلم و ستم اور ہر طرح کے اعمالِ قبیحہ سے انسانوں کو اجتناب کا حکم دیا۔ آفتاب نبوت نے قلوب کی دنیا کی در و دیوار کو روشن کیا آفتابِ نبوت کی روشنی لیل و نہار، شام و سحر، طلوع و غروب کے فانی نظام سے وابستہ نہیں بلکہ ابدی دائمی اور لازوال ہے۔ جب آفتابِ نبوت نے اپنی شعاعوں کو اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلایا، تو جہل و ظلم کے پردوں کو چاک کرتے ہوئے اور پھیلتے ہوئے حجاز، مصر، شام، عراق، اندلس، افریقہ، امریکہ، ایشیا، روس، چین، سندھ اور ہند و پاک کو اپنی سمیٹ میں لے لیا، اپنی وسیع تر لازوالی کرنوں سے تمام آفاقِ عالم کو منور کیا۔

کائناتِ انسانی خدا سے بعید و دور تھی۔ حاکم اور محکوم میں تباین تھا۔ زبانوں اور قوم و خاندان پر تفاخر تھا۔ اس رحیم و کریم نبیؐ کی پاک تعلیم سے یہ سب امراض یکسر مٹ گئے۔ گمراہ نہ صرف راہِ راست پہ آگئے بلکہ صراطِ مستقیم کے ہادی و داعی بنے۔ اس پاک تعلیم کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم کے قریب ہوئی، ایک خاندان دوسرے خاندان کے قریب ہوا، ایک ملک دوسرے ملک کے قریب ہوا، ان کا اختلاف، ان کے جھگڑے سب ختم ہو گئے۔ ہر طرف رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کا منظر نظر آنے لگا۔ کفر و شرک کی تاریکی کے بجائے اب انسانوں کے دل ایمان و ایقان کی قندیلوں سے روشن ہوئے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اب اس قدر ایک دوسرے کے قریب آگئے کہ اگر ان میں کسی ایک کو مغرب میں ذرہ برابر دکھ پہنچتا ہے تو دوسرا مشرقی کنارہ پر بے چین و بے قرار نظر آتا ہے — خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حسب و نسب اور نسل و قوم کی خصوصیات، امیر و غریب کے امتیازات، زبانوں کے تخالف، رنگوں کے تباین حاکم و محکوم، فاتح و مفتوح کے تفاوت کو یکسر ختم کر دیا۔ نفرت و عداوت کی جگہ رأفت و محبت کے پھول کھلائے، جہالت و ظلمت کو مٹا کر علومِ الٰہی و قوانینِ قدرت کے نصیب وافر و حظ عظیم سے نوازا۔ تہذیب و تمدن کے زریں اصول وضع کئے۔ علوم و فنون سے دنیا کو باخبر کیا۔ انسانوں کو مادہ اور مادیات کی قید و بند بلکہ تمام پابندیوں سے آزادی بخشی۔ آج مادی ترقی بام عروج پر ہے موجدین نے رنگ برنگ اور قسم و قسم چیزیں ایجاد کیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ صرف مادی ترقی انسان کو ترقی کے بجائے تنزل کی طرف لے جاتی ہے۔ صرف مادی ترقی انسان کے جوارح و اعضاء کو مفلوج بنا کر ہر چیز کا محتاج محض بنا دیتی ہے۔ چہ خوش گفت ؎

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساس و مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسان کو یہ سبق دیا کہ صرف اور صرف خدائے واحد پر بھروسہ رکھو، اسباب کے بجائے مسبب پر نظر رہے۔ اپنے آپ کو خدائے پاک کے سوا کسی کا محتاج اور غلام نہ سمجھو۔ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ۔ اسی کی تابعداری کرو، سب چیزیں تمہاری تابعداری کریں گی۔ اسی پاک درس کا نتیجہ تھا کہ جب سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں کئی ہزار مجاہدین اسلام نے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

عذابِ آخرت سے بچنے کے لیے کوئی شخص، کوئی سفارش کوئی ضامن، کوئی معاوضہ اور نہ کوئی حمایتی کام آسکے گا۔!!

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

یَابَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝

(پ ۱ سورہ بقرہ آیت ۴۷-۴۸)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل! میرے احسان یاد کرو۔ جو میں نے تم پر کئے اور اس بات کو کہ میں نے تم کو تمام عالم پر بڑائی دی اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی شخص کسی کے کچھ کام بھی نہیں آئے گا اور نہ اس کی طرف سے سفارش قبول ہوگی اور نہ ہی اس کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان کو مدد پہنچے گی۔

تفسیر: چونکہ تقوٰی اور کمالِ ایمان کا حاصل کرنا صبر و حضورِ عبادت کے ذریعہ سے دشوار تھا اس لئے اس کا آسان طریقہ تعلیم فرماتے ہیں اور وہ شکر ہے۔ اس وجہ سے حق تعالٰے اپنے احسانات و انعامات جو بنی اسرائیل پر وقتاً فوقتاً ہوئے تھے۔ ان کو یاد دلاتا ہے اور ان کی بدکرداریاں بھی ظاہر فرماتا ہے۔

انسان بلکہ حیوانات تک میں یہ بات موجود ہے کہ اپنے منعم کی محبت اور اس کی اطاعت دلنشیں ہو جاتی ہے۔

اہلِ عالم پر فضیلت کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت سے بنی اسرائیل کا وجود ہوا تھا اس وقت سے لے کر اس خطاب کے نزول تک وہ تمام فرقوں سے افضل رہے، کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ لیکن جب انہوں نے نبیٔ آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن کا مقابلہ کیا تو وہ فضیلت بالکل جاتی رہی اور مغضوب علیہم و ضلال کا لقب عنایت ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ کا خلعت ملا۔

دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی کسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے رفیق اکثر یہی کیا کرتے ہیں کہ اوّل تو اس کے ادائے حق لازم میں کوشش کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا تو سعی و سفارش سے بچانے کی تدبیر کرتے ہیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر تاوان و فدیہ دے کر چھڑاتے ہیں اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو بالآخر اپنے مددگاروں کو جمع کر کے بزورِ پرخاش اس کی نجات کی فکر کرتے ہیں۔

حق تعالٰے نے اسی ترتیب کے موافق ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص گو کیسا ہی مقربِ خداوندی ہو مگر کسی نافرمان عدو اللہ کافر کو منجملہ چاروں صورتوں کے کسی صورت سے نفع نہیں پہنچا سکتا۔

بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں ہم پر عذاب نہ ہوگا ہمارے باپ دادا جو پیغمبر ہیں ہمیں بخشوائیں گے۔ سو خدا تعالٰی فرماتا ہے کہ یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ اس سے اس شفاعت کا انکار نہیں نکلتا۔ جس کے اہلِ سنت قائل ہیں اور جو دیگر آیات و حدیث میں مذکور ہے۔ (تفسیر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ)

دوسری تفسیر:۔ چونکہ بنی اسرائیل کو اہلِ علم اور انبیاء زادے ہونے کی وجہ سے دو چند غرور اور تعصب تھا اس لئے خداوند تعالٰے نے دوبارہ اپنی نعمتوں کو اس آیت میں یاد دلایا۔ اور فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! تم میری نعمتوں کو یاد کرو اور اس بات کو بھی یاد کرو کہ میں نے ایک زمانے میں تمہارے آبا و اجداد کو اس زمانہ کے تمام انسانوں پر شرف عطا کیا تھا۔ بڑے بڑے بادشاہ اور متبرک لوگ تمہارے خاندان کو مقدس اور متبرک جان کر ادب سے نذریں پیش کرتے تھے اور تمہارے خاندان کی عزت و حرمت اور علم و نبوت کی شہرت عالمگیر تھی۔

اگر تم اپنی سرکشی اور تعصب سے باز نہیں آتے اور اللہ کی نعمتوں کے حق کو ادا نہیں کرتے اور شریعت کی خلاف ورزی اور بت پرستی کرنے کی وجہ سے تم اپنی سلطنت و حشمت اور نبوت کو خاک میں ملا چکے تو خوب سمجھ لو اور ڈرتے رہو کہ ایک روز ضرور مرنا ہے اور مرنے کے بعد قیامت کے دن خدا کے سامنے حساب کتاب دینے کے لئے جانا ہے اس روز وہاں کوئی شخص عذابِ الٰہی کو کسی طریقہ سے دفع نہ کر سکے گا نہ تو کوئی شخص تمہاری ذمہ داری لے سکے گا کہ تمہاری طرف سے تمام حقوق و محاسبہ اپنے سر پر لے لے اور نہ کوئی اپنی وجاہتِ ذاتی کی وجہ سے تمہاری سفارش کر کے عذاب کو معاف کرا سکے گا اور نہ کوئی مال و دولت یا کوئی اور معاوضہ دے کر تمہارے جرم کا عوض دے سکے گا۔ اور نہ یہ ممکن ہوگا کہ کوئی خدا سے مقابلہ کر کے تمہاری مدد کرے اور اس صورت سے تمہاری نجات ہو جائے۔

جب دفعِ عذاب کے یہ کل طریقے ناممکن ہیں اور رہائی کی کوئی شکل نہیں ہے تو پھر تم کو عذابِ الٰہی کا خوف کرنا چاہئے اور شریعتِ محمدی کا پیرو بن جانا چاہئے۔ (تفسیر بیان السبحان)

(درس حضرت مولانا احتشام الحق صاحب کراچی)

۳۔ یہود کے لئے دعوتِ اسلام اور تبلیغ کا وہی طریقہ اختیار کیا گیا جو حق تعالٰے کی سنت اور عام دستور ہے۔ یعنی ترغیب و ترہیب (رغبت دلانا اور ڈرانا) اور انذار و تبشیر (ڈرانا اور خوشخبری دینا)

پہلی آیت میں ترغیبی انداز اختیار کیا گیا ہے جس میں حق تعالٰی اپنے

احسانات کا ذکر فرما رہے ہیں اور ان نعمتوں کو یاد دلا رہے ہیں جو اللہ نے بطور انعام کے ان کو عطا کی تھیں۔ تذکیرِ نعمت کی تفصیلات کے موقع پر یہود کو بنی اسرائیل کے لفظ سے خطاب کرنے کی حکمت انہیں غیرت دلانا ہے کہ تم غور کرو کتنے بڑے باپ کے بیٹے اور کیسے اللہ والے باپ کی اولاد ہو اور تم بھی وہی طریقہ اختیار کرو جو تمہاری خاندانی نسبت کا صحیح تقاضا ہے۔ ماضی میں ہم نے تم پر جتنی عنایتیں کی تھیں اور جتنی نعمتیں دی تھیں یہ اللہ تعالےٰ کے خصوصی انعامات تھے۔ ہم نے تم کو تمام انسانی گروہوں اور قوموں پر فوقیت دی اور برتری عطا فرمائی ہے۔

فضیلت اس امتیازی عزت و سربلندی کا نام ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو پھر فضیلت کے گوناگوں اقسام ہیں۔ نسبتی برتری، علمی برتری، دنیاوی برتری اور دینی برتری — حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہر نوع اور ہر طرح کی فضیلت عطا فرمائی۔ روحانی و دینی برتری کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک جو انبیائے کرام گذرے سب اسی خاندان میں مبعوث ہوئے۔ جن کی تعداد ہزاروں سے زائد ہے پھر آسمانی کتابوں میں سے سوائے قرآن کریم کے توراۃ، زبور اور انجیل اسی خاندان میں نازل ہوئیں۔ دنیاوی برتری اور جاہ و جلال کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اتنی بڑی سلطنت جو روئے زمین پر حاوی تھی اور جنّ و انس جس کے زیرِ نگین تھے اور ہوائیں اور ہواؤں میں اڑنے والے پرندے جن کے لئے مسخر تھے وہ حضرت سلیمانؑ کو دی گئی جو بنی اسرائیل کے ایک جلیل القدر پیغمبر تھے گویا دینی سیادت کے ساتھ ساتھ دنیا کی بادشاہت بھی عطا فرمائی گئی۔

تذکیرِ نعمت اور احسانات کی یاددہانی کے سلسلہ میں سب سے پہلے اللہ نے جس احسان و نعمت کا ذکر فرمایا ہے وہ قومی و ملی انعام ہے جو تمام نعمتوں کی جامع اور جملہ فضائل کا سرچشمہ ہے۔ یعنی ملّتِ یہود کی سربلندی اور خاندان بنی اسرائیل کا اعزاز و اکرام کہ اس وقت روئے زمین میں کسی ملّت و قوم کو حاصل نہ تھا حتیٰ کہ افضل الانبیاء محمّد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آلِ ابراہیمؑ کی دوسری شاخ یعنی بنو اسمٰعیلؑ کو بھی وہ فوقیت و فضیلت حاصل نہ تھی جو بنی اسرائیل کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی تھی پھر آپ کی کلّی و ابدی فضیلت کی نسبت سے آپ کے آباؤ اجداد اور بنو اسمٰعیل کو بھی بنی آدم پر فوقیت حاصل ہو گئی اور آپ کی آلِ اطہار کو بھی۔

کسی عاشق نے سچ کہا ہے ؎

شاباش آں صدف کہ چناں پرورد گہر
آباء از و مکرم و ابناء عزیز تر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ہی کے صدقہ اور طفیل میں آپ کی امّت کو خیرالامم کا لقب بھی دیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ جیسی فضیلت حضرت سلیمانؑ کو دی۔ انہوں نے کعبہ تعمیر کیا تھا انہوں نے بیت المقدس۔ سب سے زیادہ حسین ترین انسان (سوائے آنحضرتؐ کے) یوسفؑ اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ سب سے زیادہ خوش الحان انسان یعنی داؤد اسی خاندان میں پیدا ہوا۔ انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ دولت مند انسان یعنی قارون اسی خاندان میں پیدا ہوا۔

لیکن اے یہودِ مدینہ! تمہارے آباؤ اجداد کو ہم نے جتنا نوازا تھا انہوں نے اللہ کے انعام کی قدر نہیں کی۔ انہوں نے پہلے نافرمانی کی اور اپنی نافرمانی کو تحریفِ دین کے پردے میں چھپاتے تھے۔ پھر کھلم کھلا بغاوت پر اتر آئے شعارِ دین کا مذاق اڑانے لگے انبیائے کرام کو جیلوں میں بند کرنے لگے اور جب شامتِ اعمال سر پر آگئی تو انبیائے کرام کو بے دھڑک قتل کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیادت و برادری کا تاج اس قوم کے سر سے اتار لیا گیا۔ قلمدانِ وزارت ہاتھوں سے چھین لیا گیا اور ناقدری کی سزا میں اتنا پست و ذلیل کیا گیا کہ قلمدانِ وزارت کی جگہ مہتر (خاکروب) کا جھاڑو پکڑا دیا گیا ؎

کل سر چڑھے تھے آج نظر سے اتر گئے

اس قوم کے عروج و زوال اور اس کی بلندی و پستی کے بہت سے دور اور صدہا واقعات عنقریب اس سورہ میں آنے والے ہیں لیکن یہاں سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بنی اسرائیل کو اقوام عالم پر جو فضیلت دی گئی تھی اس کی بنیاد خاندان، نسب اور گوشت پوست پر نہ تھی۔ ورنہ اسی خاندان اور اسی نسل کے بہت سے افراد اللہ کے عبرتناک عذاب سے ہلاک کئے گئے جیسے سامری اور قارون وغیرہ بلکہ فضیلت اور برتری کی بنیاد ایمان، عمل صالحہ اور کردار تھی چنانچہ جب بنی اسرائیل اپنی نافرمانی اور بغاوت میں حد سے گذر گئے اور پوری نسل کی کی نسل دنیا کی محبت میں غرق ہو گئی تب اللہ تعالےٰ نے اس قوم کی برتری کو پستی سے اور عزت کو ذلت سے بدل دیا اور قیامت تک کے لئے کلنک کا یہ ٹیکہ اس قوم کی پیشانی پر لگا دیا گیا — یہاں سے مسلمانوں کو عبرت کا سبق حاصل کرنا چاہئے۔

پہلی خصوصیت یوم آخرت کے متعلق یہ ہے لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا۔ الجزاء کے اصلی معنی غنا اور کفایت کے ہیں یعنی مفید ہونا اور کافی ہونا۔ اور جزاء کے معنی بدلہ اور معاوضہ کے بھی اسی لئے ہیں کہ اس شئے کے مقابلہ میں کافی ہے جس کا یہ بدلہ ہے۔ جزاء کے ایک معنی ادا کرنے کے بھی آتے ہیں۔ یہاں لَا تَجْزِیْ کے معنی یہی ہیں (یعنی نہیں ادا کر سکتا ہے) کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا اور کسی کی طرف سے بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اور کوئی سی شئے بھی ادا نہیں کر سکتا۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ "عن نفس" سے نفس کافر مراد ہے، مومن مراد نہیں ہے کیونکہ اہل ایمان کو دوسروں کے حسنات سے اولیاء اللہ کی نسبت سے اور حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت سے ضرور فائدہ ہوگا جس کی تصریح قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ۔ (پ ۲۷ سورہ طور آیت ۲۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کے ایمان میں پیروی کی تو ان کی اولاد کو بھی درجہ میں ہم ان کے ساتھ شامل کر دیں گے۔ اور ان کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کریں گے۔

اس آیت کے ذیل میں طبرانی اور ابن مردویہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ اہلِ ایمان جنت میں پہنچ کر اپنے ماں باپ اور اہل و عیال کے بارے میں پوچھیں گے کہ دنیا میں وہ ہمارے ساتھ ساتھ اہلِ ایمان تھے وہ یہاں نظر نہیں آ رہے ہیں کہاں چلے گئے؟ انہیں جواب دیا جائے گا کہ وہ بے شک صاحبِ ایمان تھے اور انہیں جنت ہی میں رکھا گیا ہے مگر وہ لوگ تیرے درجہ تک نہیں پہنچے۔ وہ لوگ تیرے درجہ سے نچلے درجہ میں موجود ہیں۔ اہلِ ایمان عرض کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے جو کچھ عمل کئے ہیں وہ اس نیت سے کئے ہیں کہ ان کا فائدہ ہمیں بھی پہنچے گا۔ اور ہمارے وابستگان کو بھی حق تعالےٰ حکم فرمائیں گے کہ ان کو ایک جگہ کر دیا جائے تاکہ ان کی خوشی کی تکمیل ہو جائے اور یک جا کرنے کے لئے کسی کا درجہ کم نہ کیا جائے۔ بلکہ نیچے والوں کا درجہ بڑھا دیا جائے۔ غرضکہ شفاعت اور خاصانِ خدا کی نسبت اہلِ ایمان کے لئے مفید اور رفعِ درجات کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

شنیدم کہ روزِ امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

باقی حقوق و فرائض کے سلسلہ میں کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔

در اصل نجاتِ آخرت کے سلسلہ میں بنی اسرائیل کا زعم باطل اور خیال خام یہ تھا کہ وہ انبیائے کرام کی اولاد ہیں۔ اوّل تو اس نسبی نسبت کی وجہ سے عذابِ جہنم کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا — اور اگر بالفرض صورتِ عذاب پیش بھی آئی تو جلیل القدر انبیائے کرام جو ہمارے آباؤ اجداد میں ہیں وہ ہم کو چھڑا لیں گے — بنی اسرائیل کے اس زعم فاسد کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لَا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا۔ (ترجمہ) کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کوئی مطالبہ ادا نہ کر سکے گا۔

یعنی کوئی شخص خواہ کتنا ہی بلند اور اہم ہو ایمان کے بغیر آخرت میں فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ پھر ایمان سے بے بہرہ اور محروم انسان خواہ کتنا ہی باکمال ہو اور خواہ کتنی ہی بڑی نسبت رکھتا ہو صرف اس بنیاد پر اس کی امداد نہیں ہو سکتی کہ وہ نبی زادہ اور پیغمبر کی اولاد ہے ؎

پسرِ نوح با بداں بنشست
خاندانِ نبوتش گم شد

حدیث میں آتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو خطاب کرکے فرمایا۔ اے فاطمہ! تو آتشِ جہنم سے اپنے آپ کو بچا۔ کیونکہ میں تجھ کو اللہ کی گرفت سے بچانے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت فاطمہ زہرا رض کو افضل الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو سب سے اعلیٰ نسبت حاصل ہے وہ ظاہر ہے کہ آدمی کی پوری نسل میں کسی نبی کی اولاد کو حاصل نہیں ہے۔ پس اگر ایمان و اعمالِ صالحہ کے بغیر اس اعلیٰ نسبت کے باوجود نجات ممکن نہیں ہے تو اور کس کی نجات ہو سکتی ہے؟

حاصل یہ ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کے زعمِ باطل اور فاسد عقیدہ کی رد میں ہے اور مقصد یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ فائدہ اور توقع کی امید ہے لیکن ایمان کے بغیر کسی قسم کا فائدہ ممکن نہیں ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ آیت کے اس جملہ کا منشاء اصل میں یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کی طرف سے نہ وقایہ بن سکتا ہے اور نہ کسی کا بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ قیامت میں نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر شخص اپنے حالات ہی میں اس طرح مبتلا ہوگا کہ کسی دوسرے کی خبرگیری کا یا اس کی امداد کا خیال بھی نہ آئیگا۔

قرآن کریم میں قیامت کی نفسی نفسی کا نقشہ اس طرح کھینچا گیا ہے:۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (پ ۳۰ سورہ عبس آیت ۳۴ تا ۳۷)

ترجمہ: جس روز بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے، اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے۔ ہر شخص کو اس کا اپنا ہی مشغلہ ایسا ہوگا جو اس کو کسی طرح متوجہ نہ ہونے دے گا۔

ہاں اگر کوئی شخص مظلوم ہے تو ظالم کی نیکیاں اور حسنات قیامت میں مظلوم کے حق میں منتقل کی جائیں گی اور اگر ظالم کے پاس دینے کے لئے کوئی نیکی نہ ہوئی تو مظلوم کی دادرسی کے لئے مظلوم کے گناہ ظالم کے حق میں منتقل کر دئے جائیں گے۔ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے کسی بھائی کی عزت یا مال و جاہ میں کوئی ظلم کیا ہو پھر اس کی گرفت ہونے سے پہلے ہی اسے معاف کرالے اور وہاں نہ کوئی دینار ہوگا نہ کوئی درہم۔ پھر اگر اس ظلم کرنے والے کی کچھ نیکیاں ہوں گی تو اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ ظالم پر لاد دئے جائیں گے۔

۲۔ یوم قیامت کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس روز کسی کی سفارش بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ گویا رستگاری اور چھٹکارے کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا ضامن بن کر بوجھ اپنے سر لے سکتا ہے۔ یہ بات قیامت میں ممکن نہ ہو گی۔ دوسری صورت خلاصی کی یہ ہو سکتی تھی کہ کسی ذی اثر اور صاحبِ رسوخ شخصیت کی طرف سے سفارش ہو جائے۔ سو اس کی نفی اس جملہ میں ہو گئی کہ یہ بھی ممکن نہ ہو سکے گا۔

شفاعت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ مدد کے لئے مل جانا۔ گویا سفارش کا طالب پہلے تنہا تھا اور اب سفارش کرنے والا ساتھ مل گیا۔ تو وہ جفت ہوگئے۔

قیامت میں حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت کا مسئلہ ایک اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ یہ تمام

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ امتِ محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو اور جملہ امم سابقہ کے اہل ایمان کو قیامت کے دن شفاعت نصیب ہوگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کی خلعت فاخرہ پہنے ہوئے، تاجِ کرامت سر پر رکھے ہوئے مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور یہی مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے جہاں سے نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) جہان کی امتوں میں سے اہل ایمان کی شفاعت فرمائیں گے۔

آیاتِ قرآنی اور احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شفاعت کے لئے شفیع کے ساتھ اِذنِ شفاعت کی بھی ضرورت ہے۔

حدیث شفاعت

حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ قیامت کے روز مومنین رُکے کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے انتہائی پریشان ہوں گے تو کہیں گے کہ ہم کسی سے اپنے پروردگار کے پاس سفارش ہی کرائیں کہ وہ ہم کو اس جگہ سے چھٹکارا دے دے۔ پس وہ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدمؑ ہیں سارے انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا۔ آپ کو اپنی جنت میں سکونت عطا فرمائی۔ آپ کی جانب فرشتوں کا مسجود بنایا اور سجدہ کرایا اور آپ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے آپ اپنے رب کے حضور جاکر ہمارے لئے شفاعت فرما دیجیے تاکہ وہ ہم کو اس مقام سے نجات دے دے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لئے مناسب نہیں ہوں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے جو ان کو منع کئے ہوئے درخت میں سے کھا لینے کی وجہ سے پیش آئی تھی۔ اور فرمائیں گے کہ تم نوحؑ کے پاس جاؤ جو زمین میں اللہ کے بھیجے ہوؤں میں سے سب سے اوّل صاحبِ شریعت نبی ہیں ۔۔۔ لوگ نوحؑ کے پاس حاضر ہوں گے تو حضرت نوحؑ بھی وہی بات کہیں گے کہ میں اس موقعہ کے لئے مناسب نہیں ہوں اور وہ اپنی اس خطا کو یاد کریں گے جو ان کو اپنے بیٹے کے بارے میں ناواقفیت کی وجہ سے اپنے رب سے سوال کرنے کی وجہ سے پیش آئی تھی۔ اور وہ فرمائیں گے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو وہ بھی وہی فرمائیں گے کہ میں اس موقعہ کے لئے موزوں نہیں ہوں اور وہ اپنی ان تین باتوں کو یاد کرکے شرمندہ ہوں گے جو انہوں نے فرمائی تھیں اور حقیقت میں وہ جھوٹ نہ تھیں صرف ظاہری طور پر وہ خلافِ واقعہ معلوم ہوتی تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ فرمائیں گے تم لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ نے توراۃ عطا فرمائی ان کو ہمکلامی کا شرف بخشا اور راز کی باتیں کرتے ہوئے ان کو قرب عطا فرمایا۔ حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے تو حضرت موسیٰؑ بھی وہی بات فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لئے مناسب نہیں ہوں اور ان کو اپنی وہ خطاء یاد آجائے گی کہ ایک آدمی ان کے گھونسہ سے مر گیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ فرمائیں گے کہ تم لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاؤ جو اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں اس کی خصوصی پیدا کردہ روح ہیں۔ جو اس کے ایک کلمہ کُن سے پیدا ہوئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ تو حضرت عیسیٰؑ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس موقع کے لئے مناسب نہیں ہوں اور تم لوگ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف فرما دی ہیں۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ لوگ پھر میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے پروردگار کی خصوصی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کروں گا۔ مجھے بارگاہِ خصوصی میں حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ پس جب مجھے حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا حق تعالیٰ جتنے عرصے تک چاہیں گے مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دیں گے پھر فرمائیں گے کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائے گی۔ تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور تم جو مانگنا چاہتے ہو اس کا سوال کرو وہ تمہیں عطا کیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا تب میں سر اٹھاؤنگا پھر میں اپنے رب کی ایسی حمد و ثناء کروں گا جو حق تعالیٰ اسی وقت مجھے تعلیم فرمائیں گے۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ تو حق تعالیٰ میرے لئے ایک تعداد مقرر فرمائیں گے ۔۔۔ میں بارگاہِ خاص سے آکر لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں پہنچا دوں گا۔ پھر لوٹ کر میں دوبارہ حق تعالیٰ کی خصوصی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کرونگا تو مجھے اس کی اجازت عطا کی جائے گی۔ پس جب میں حق تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا حق تعالیٰ جتنے عرصہ تک چاہیں گے مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دیں گے پھر حسبِ سابق مجھ سے فرمائیں گے اور میری شفاعت پر ایک حد مقرر فرما دیں گے۔ میں اُسی مقدار میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچا دوں گا۔ تیسری مرتبہ پھر بعینہٖ یہی صورت پیش آئے گی یہاں تک کہ دوزخ میں ان لوگوں کے سوا کوئی باقی نہ رہیگا جن کو قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق دائماً ابداً جہنم میں رہنا ہے۔

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۷۹)

حدیث کے راوی نے کہا کہ یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ نے نبیؐ سے فرمایا ہے۔

۳۔ اور تیسری خصوصیت اس یوم کی یہ ہے وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ یعنی یوم آخرت کے عذاب اور سزا سے چھٹکارے کی یہ صورت بھی

ممکن نہ ہو سکے گی کہ فدیہ دے کر اور معاوضہ و جرمانہ ادا کرکے چھوٹ جائے۔ عدل کے معنی کسی شئے کا قدر و قیمت میں یا عوض میں برابر ہونا۔ یہاں عدل سے جرم کا معاوضہ مراد ہے جس کو فدیہ کہتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ کسی صحابی نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) عدل کسے کہتے ہیں۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا۔ کہ عدل سے مراد فدیہ اور بدلہ ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عذابِ آخرت سے چھٹکارا حاصل کرنے کرنے کے لئے یہ صورت بھی ممکن نہ ہو گی۔

۴۔ یوم آخرت کی چوتھی خصوصیت یہ ہوگی وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ٥ یہاں نصر کے معنی مقابلہ اور مدافعت کے ہیں مطلب یہ ہے کہ دنیا میں سزا سے بچنے کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ اعوان و انصار اور حمایتی مقابلہ کرکے قوۃ کے ذریعہ سے چھڑا لیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ قیامت میں عذاب آخرت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی یہ صورت بھی ناممکن ہوگی کہ حمایتی مقابلہ اور مدافعت کرکے چھڑا کے لے جائیں۔

حاصل یہ کہ دنیا میں سرکاری سزا سے بچنے کی جتنی صورتیں رائج اور ممکن تھیں وہ سب صورتیں قیامت میں ناممکن اور محال ہو جائیں گی۔ چنانچہ دنیا میں ایک صورت یہ بھی کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے ضامن اور کفیل بن جاتے اور دوسرے کا بوجھ خود اٹھاتے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت میں کوئی شخص کسی کی طرف سے ضامن اور کفیل بن جاتے اور دوسرے کا بوجھ خود اٹھالے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت میں کوئی شخص کسی کا کفیل بن کر کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (پ ۸ س انعام آیت ۱۶۵)

دنیا میں رستگاری کی تیسری صورت فدیہ اور معاوضہ ہے سو عذاب آخرت سے بچنے کی یہ صورت بھی نہ ہو سکے گی اول تو اس وجہ سے کہ دنیا کا مال اور ہے آخرت کا مال اور ہے سونا، چاندی، درہم و دینار دنیا کا سکّہ ہے آخرت کا سکہ نہیں ہے۔ آخرت کا سکّہ ایمان اور اعمال صالحہ ہیں اور آخرت کی یہ دولت صرف اہلِ ایمان کے پاس ہوگی۔ کافر آخرت میں خالی ہاتھ رہیں گے۔ کافر آخرت میں خود ہی خالی ہاتھ ہوگا اور اپنی سزا کا فدیہ کیسے دے سکتا ہے اور مومن و متقی اپنے ایمان اور نیکی کی بناء پر مالا مال ہوگا اور اس کا سرمایہ ایمان اور عملِ صالحہ ہے اور یہی آخرت کے سکوں کی شکل حاصل کرے گا۔ اور ایمان و عمل سے محروم شخص آخرت میں تہی دست اور مفلس ہوگا اور جو خود مفلس و کنگال ہو وہ زرِ فدیہ کہاں سے ادا کر سکتا ہے؟ دنیا میں سزا سے رستگاری کی چوتھی شکل یہ ہوتی ہے کہ مجرم کے شوردہ پشت حمایتی یورش کرکے قوت کے ذریعہ مجرم کو چھڑا لیں۔ سو آخرت کے عذاب سے چھٹکارے کی یہ صورت بھی ناممکن ہوگی۔ کیونکہ قوت و طاقت کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ وَاَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا۔ مطلب یہ ہے کہ اے بنی اسرائیل! عذابِ آخرت سے چھٹکارے کی صرف ایک ہی شکل یہ ہے کہ تم اللہ کی بغاوت اور کفر کو چھوڑ کر اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر ایمان لے آؤ۔

بقیہ : اسلام کا معاشی نظام

ڈاکہ، سود، رشوت، خیانت، بے اصولی ان سب کا اصلی سبب حُبِّ دنیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حب الدنیا رأس کل خطیئۃ قرآن کا ارشاد:۔ اما من طغی واثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوٰی جس نے ظلم اور سرکشی اختیار کی۔ اور دوسروں کا حق مارا اور آخرت کی پائدار اور محبوب زندگی پر دنیائے فانی کی حقیر زندگی کو ترجیح دی تو اس نے جہنم اور دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنایا الغرض ان ہدایات نے معاشی لوٹ کو ختم کیا اور انسانی محبت مال کو اپنے دائرہ کے اندر رکھا۔

۳۔ حُبِ مال جو انسانی معاشرہ کے لیے منبع فساد ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے عملی مشق کی بھی ضرورت ہے اس سلسلے میں اسلام نے ایسے عملی قوانین عطا کئے کہ انسانی حرص اور حُب مال اس عملی مشق کی وجہ سے مغلوب ہو اور انسان میں بنی نوع انسان پر مال صرف کرنے کی عادت پختہ ہو جائے۔ اس کے لئے قانون زکوٰۃ کے تحت اموال تجارت میں سے نصاب اور سال گزر جانے کی شرط کے تحت اڑھائی فی صد محتاج طبقہ پر صرف کرنا لازم قرار دیا۔ اسی طرح زمینی پیداوار میں اگر آبپاشی آسان ہو تو اس کا دسواں حصہ اور اگر مشکل ہو تو بیسواں حصہ محتاجین کا لازمی حق قرار دیا گیا۔ اس طرح مخصوص جرائم کے کفارہ کے لئے کفارات کا قانون نافذ کیا کہ اگر روزہ توڑے یا بیوی کو یہ کہہ دے کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے ماں کی پشت۔ تو ساٹھ محتاجوں کو دو وقت کھانا یا کپڑے دینے پڑیں گے۔ اسی طرح اگر قسم توڑ دے تو اس کے کفارے میں دس محتاجوں کو کھانا یا کپڑا دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام نے صدقات نافلہ کی ترغیب دی بلکہ اس میں اس حد تک تاکید کی کہ جو کچھ ضرورت سے زائد ہو، اس کو محتاجوں پر تقسیم کرو۔ ویسلونک ماذا ینفقون قل العفو۔ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ محتاجوں پر کس قدر خرچ کریں۔ کہہ دو کہ جس قدر مال ضرورت سے زائد ہو

(باقی آئندہ)

برائے مہربانی خدام الدین پڑھنے کے بعد ردی میں نہ پھینکیں

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۷ر اگست ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۶)

اب اس پر دلیل بیان فرمائی۔ کہ اللہ کے بندو! تم قیامت کو کیوں مستبعد سمجھتے ہو؟ (یہ آفاقی دلیل ہے) تم یہ کیوں مشکل سمجھتے ہو؟ کہ مر جانے کے بعد پھر زندگی مشکل ہے؟ فرمایا رات دن تم نہیں دیکھتے؟ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ط دیکھو تم۔ فرمایا اسی اللہ نے جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً۔ بنایا سورج کو روشنی۔ سورج بنانے والا کون ہے؟ اللہ تعالےٰ۔ تم سورج بنا سکتے ہو؟ پھر سورج میں لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ (یٰسٓ ع۳) چاند اپنے نظام پر چلتا ہے، سورج اپنے نظام پر چلتا ہے۔ دنیا کی کوئی مخلوق اللہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی سوائے انسان کے۔ یعنی آپ اگر غور فرمائیں۔ میرے بزرگو! دیکھئے جس بیج کا موسم ہو، جب ہمارا زمیندار بھائی اس بیج کو اس موسم میں صحیح ضابطے کے ماتحت بو ڈالے تو وہ بیج اُگ پڑتا ہے۔ پھلوں کا بیج اُگتا ہے، پھولوں کا بیج اُگتا ہے جون اور جولائی کے مہینوں میں دن لمبے، راتیں چھوٹی۔ دسمبر اور جنوری میں ہمارے علاقے میں دن چھوٹے راتیں لمبی، کبھی سورج نے سرتابی نہیں کی، کبھی چاند نے سرتابی نہیں کی، کبھی چارپایوں نے سرتابی نہیں کی، کبھی پودوں نے سرتابی نہیں کی سوائے انسان کے — اس لئے قرآن مجید نے شہادت کے طور پر پیش فرمایا۔ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ (العٰدیٰت ۱ تا ۶)

اللہ فرماتے ہیں مجھے قسم ہے اُن گھوڑوں کی جو دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے۔ تم نے ایڑی لگائی گھوڑا دوڑ پڑا، ہانپ پڑا۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۝ اور ان کے پاؤں کی ٹاپوں سے آگ چمک رہی ہے، اتنے تیز دوڑ رہے ہیں، پتھر پر، سڑک پر، یہ آپس میں جب نعل ٹکراتے ہیں تو اس سے آگ نکلتی ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۝ اور تمہارے حکم کے اتنے تابع ہیں کہ تمہیں لے کر، تمہاری فوجوں کو لے کر دشمن پر صبح سویرے حملہ کر دیتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ اور دشمن کے مرکز میں جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب فرمایا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ مگر انسان اپنے رب کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ یعنی وہ گھوڑا جس کا میں خالق ہوں، تم نے ذرا سا اُسے بھوسہ کھلایا، چنے کھلائے، گھاس کھلائی، وہ گھوڑا تیرا اتنا فرمانبردار بنا کہ تو نے کہا اتنے میل فی گھنٹہ چل، وہ چلتا ہے، تو نے کہا دشمن کے پاس پہنچنا ہے، وہ پہنچ گیا، تو نے گھوڑے سے جو کام لیا، گھوڑے نے تیری بات مانی اور تیرا اتنا فرمانبردار رہا کہ جو تو نے کہا اس نے تیری طبیعت کو، رنگ کو قبول کیا۔ میرے بزرگو! حیوان رنگ قبول کر لیتا ہے لیکن انسان انسان کا رنگ قبول نہیں کرتا۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس اونٹنی پر سوار تھے — ابن ہشام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اس واقعے کو نقل کیا ہے۔ باقی سیرت کی کتابوں میں بھی ہوگا۔ کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے ہیں مدینہ منورہ تو راستے میں تقریباً گیارہ بارہ جگہ پر آپؐ کا استقبال کیا اہل مدینہ نے۔ مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔ آپؐ کی والدہ ماجدہ مدینہ منورہ کی تھیں اور ماموں کو اپنے بھانجے سے ویسے بھی محبت ہوتی ہے اور پھر وہاں کے لوگ ایمان سے مشرف ہو چکے تھے (کچھ گھرانے) تو دس بارہ جگہ پر لوگوں نے استدعا کی کہ آپؐ ہمارے پاس اتریں، ہمارے پاس اتریں، ہمارے پاس اتریں — ایک جگہ پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اونٹنی کی مہار کو پکڑ لیا گیا، اور درخواست کی کہ اللہ کے نبیؐ! ہمارے پاس نزول فرمائیں، نزول رحمت فرمائیں۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا فرماتے ہیں؟ اُتْرُكُوْهَا — میری اونٹنی کو چھوڑ دو فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ۔ میری اونٹنی کو بھی خدا کی طرف سے حکم ہے۔ یہ ویسے نہیں جا رہی، اس کو بھی حکم ہے اللہ کی طرف سے، جہاں اللہ کا حکم ہوگا وہاں جا کر یہ بیٹھ جائے گی — نبیؐ کی اونٹنی بھی غلطی نہیں کر سکتی — فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ۔ اس کو بھی حکم ہے من جانب اللہ۔ اونٹنی نے رنگ قبول کر لیا محمد رسول اللہ کی اطاعت کا (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) — چنانچہ ابو ایوبؓ انصاری کے گھر کے سامنے جا کر پہلے اونٹنی بیٹھی مگر حضور نہیں اترے (صلی اللہ علیہ وسلم)، کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ اونٹنی پھر کھڑی ہو گئی حضورؐ سوار تھے۔ دو چار قدم آگے جا کر پھر واپس ہوتی ہے پھر وہاں آ کر بیٹھ جاتی ہے — امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ جگہ ہے جہاں مجھے ٹھہرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عبدالکریم نیشا پوری بہت بڑے ولی گذرے ہیں، مفسر بھی تھے قرآن مجید کے، وہ گھوڑے کی سواری کرتے تھے ان کے فوت ہو جانے کے بعد سات دن تک ان کے گھوڑے نے چارہ

نہیں کھایا اور پھر اسی غم میں وہ بھی بیچارا مر گیا —— حیوانات اثر قبول کرتے ہیں، بندہ نہیں کرتا، جو میرے بھائی بٹیر رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں، بٹیر اثر قبول کرتا ہے کہ نہیں کرتا؟ لڑتا ہے، پیسے کما کر دیتا ہے بٹیر باز کو، کبوتر اثر قبول کرتا ہے۔ کہاں کہاں چلا جاتا ہے، پھر واپس آ جاتا ہے —— سارے حیوانات، ساری مخلوق اثر قبول کرتی ہے مگر انسان اللہ کا خلیفہ ہو کر اللہ کا باغی ہے۔

جب ہدہد ملک سبا سے واپس آیا اور سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ ”تو کہاں رہا اتنا زمانہ؟ فوج سے غیر حاضر رہا؟“ وہ عرض کرتا ہے جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ (النمل ۲۲) اے سلیمانؑ! میری پہلے بات سن لے (علیک الصلوٰۃ والتسلیم) میں کسی مشن پر گیا تھا۔ میں ملک سبا سے یقینی خبر لایا ہوں“ —— ”کیا خبر؟“ —— اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ (نمل ۲۳) ”سلیمان! میں نے ایک عجیب مخلوق دیکھی (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ۔ میں نے دیکھا وہاں مردوں کی بادشاہ بھی عورت ہے۔ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ اور اللہ نے اس کو دنیا کی ہر چیز دی ہے۔ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔ لیکن جو بڑے تعجب کی بات ہے وہ یہ ہے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (نمل ۲۴) میں نے دیکھا کہ ملکہ سبا اور اس کی ساری قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتی ہے“ —— پرندے نے بھی تعجب کیا شرک پر کہ انسان اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہو کر خداوند قدوس کا نافرمان ہے۔

بقیہ: تیرے آنے سے ......

بغیر آلات و اسباب کے اپنے آپ کو دریا کی پُر جوش، متحرک اور سربفلک امواج کے سپرد کیا تو متحرک موجیں سکون سے بدل گئیں اور غلامانِ مصطفےٰؐ نے سکون و اطمینان اور امن و سلامتی سے دریا کو عبور کیا۔

اسی پاک تعلیم کا ثمرہ تھا کہ حضرت فاروق اعظمؓ مسجد نبوی (مدینہ طیبہ) میں یا ساریۃ الجبل کی آواز بلند کی تو مادی اسباب و ذرائع کے ڈھائی سو یا تین سو میل پر آواز سنائی دی۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا نے اقوام عالم کے سامنے رنگ برنگ نوع بنوع تعجب خیز و حیرت انگیز نمونے پیش کئے۔ مگر نبی امی رسول الثقلین سید الاولین والآخرین فخر موجودات (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بھی بے مثال ہیں۔ اور جو درس دیا وہ بھی اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

رخِ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا آئینہ
نہ کسی کی بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں ہے

محسن کائنات و صاحب معراج نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی امت کو معراج و عروج ارتقاء و ترقی کے اس بلند و ارفع مقام پر پہنچایا کہ دیگر ترقی یافتہ اقوام عالم اس بلند و بالا مقام کو کبھی نہیں پا سکتے۔ آپؐ کی پاک تعلیم کی برکت سے دنیا امن و امان کا گہوارہ بنی۔ دھوکہ بازی، غداری مٹ گئی۔ انسان بتوں اور دوسری چیزوں کی غلامی سے آزاد ہوئے۔ انسانیت جہنم کے بجائے جنت کے راستہ پر لگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

تبلیغی جلسہ

تنظیم اہلسنت پاکستان لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۶۸ء کو چوک اسلام پورہ کرشن نگر میں ایک جلسہ عام ہوگا جس سے مولانا محمد ضیاء القاسمی ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنت خطاب فرمائیں گے۔

اویس احمد شبلی ناظم اعلیٰ لاہور۔

مدرسہ انوار القرآن جامع مسجد حنفیہ دیا نند روڈ کرشن نگر لاہور عرصہ دو سال سے مستند قراء کے زیر سایہ تجوید، حفظ و ناظرہ قرآن پاک کی بے لوث خدمات انجام دے رہا ہے عرصہ دو ماہ سے عالم اجل شیخ طریقت ابو المناظر علامہ حافظ قاری محمد ابراہیم مدظلہ مدرسہ ہذا سے بفضلہ تعالیٰ منسلک ہو گئے ہیں اور فی الحال مدرسہ میں تدریس کی خدمات نہایت محنت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ شائقین کرام رجوع فرمائیں۔ (اقبال احمد صدیقی ناظم مدرسہ)

ضروری اطلاع

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز قطب العالم حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز سفر انگلستان سے عمرہ کرنے کے بعد واپس اکتوبر کے وسط میں ساہیوال تشریف لا چکے ہیں اور حسب سابق جامع مسجد نور ساہیوال میں درس و خطابت اور مخلوق خدا کی روحانی تربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ اعلان حضرت مدظلہ کے اکثر خدام کی اطلاع کے لئے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ انہیں حضرت مدظلہا کی زیارت اور ان کے ساتھ خط و کتابت میں دقت نہ ہو۔ (ادارہ)

علماء کرام پر عائد تمام پابندیاں فی الفور ختم کی جائیں

مولانا قصوری کا مطالبہ

مرکزی جمعیت اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری و جمعیت علماء اسلام شہر قصور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد شریف قصوری نے موجودہ حکومت کی طرف سے حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ مولانا عبد الحکیم راولپنڈی اور مختلف اضلاع کے کے ممتاز علماء اسلام پر اندھا دھند پابندیاں، نظر بندیوں اور اور زباں بندیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے حاکمانہ ذہنیت کا بدترین مظاہرہ قرار دیا ہے آپ نے کہا کہ مذہبی رہنما ہونے کی حیثیت سے علماء عوام اور معاشرہ میں اہم مقام رکھتے ہیں انہوں نے نہ صرف تحریک آزادی ملک میں شاندار خدمات، مجاہدانہ کارنامے اور ناقابل فراموش قربانیاں دی ہیں۔ اور نازک سے نازک دور میں پوری قوم کی بے لوث رہنمائی کی ہے۔ بلکہ ملکی تعمیر و ترقی اور قومی فلاح و بہبود میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اور ستمبر ۶۵ء کے معرکہ حق و باطل میں ملک و قوم کے تحفظ و بقا کی خاطر مثالی اتحاد“ کا تاریخی مظاہرہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کی بھرپور خدمات دی ہیں۔

مولانا قصوری نے الزام لگایا کہ بعض ضلعی حکام دیدہ و دانستہ اپنے اختیارات کا غلط استعمال کر کے حکومت اور علماء کے درمیان انتشار و افتراق اور منافرت کی فضا پیدا کر رہے ہیں آپ نے مطالبہ کیا کہ علماء حق پر عائد تمام پابندیاں فی الفور ختم کی جائیں اور متعلقہ حکام کے غلط اقدامات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے۔

تلاش گمشدہ

میرا چھوٹا بھائی محمد یوسف عباسی ولد مولوی فیض رسول مورخہ ۱۷/۱۰/۶۸ کو للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے ساڑھے سات بجے پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے لئے روانہ ہوا۔ وہ ابھی تک لاپتہ ہے جس کی وجہ سے گھر میں بڑی پریشانی ہے۔ لہٰذا درخواست ہے۔ کہ مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرما دیں

مولانا علی اصغر صاحب خطیب جامع مسجد نیلہ گنبد لاہور

بقیہ : اداریہ

آگے اندھیرا اور سر میں چکر آتے ہیں تو قابل طبیب فوراً ہی اندازہ کر لے گا کہ اس شخص کا درحقیقت جگر خراب ہے۔ اور وہ خون نہیں بناتا جس وجہ سے یہ تمام خرابیاں اس کے جسم کے اندر پھیل گئی ہمارے اس صورت میں جگر کی خرابی تو مرض کا اصل سبب قرار پائے گی۔ اور باقی تکالیف اس کے عوارض ہونگے۔ اب قابل اور سمجھدار طبیب نسخہ تجویز کرتے ہوئے جہاں عوارض کو دُور کرنے کے لئے دوائیاں تحریر کرے گا۔ وہیں پوری توجہ بیماری کے اصل سبب کو دُور کرنے میں صرف کرے گا اور نسخہ کی بنیادی دوائی وہی ہو گی جس کا مرض کی اساس کے ساتھ تعلق ہو گا..... بالفاظ دیگر نسخہ تجویز کرتے ہوتے اور عوارض کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نسخہ تبدیل کرتے ہوئے وہ مرض کے اصل سبب کو کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کرے گا اور نسخہ کا لازمی جزو ہر حال میں جگر کی خرابی کو دُور کرنے والی دوا ہو گی اور اس کو تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ دوسری تمام بیماریاں تو پیدا ہی اسی کے باعث ہوئی ہیں۔ چنانچہ خالق کائنات نے جس سے بڑھ کر کائنات میں کوئی حکیم نہیں اور جو حکیموں اور حکمت کا پیدا کرنے والا ہے انسانیت کی تمام بیماریوں کا اصلی سبب خدا فراموشی کو تشخیص کیا ہے اور انسان کی تمام برائیوں اور بیماریوں کے لئے اسلام کا نسخہ کیمیا تجویز فرمایا ہے۔ اب اسلام نوع انسانی کی تمام بیماریوں خرابیوں اور جرائم کا آخری اور شافی علاج ہے۔ جو حکیم کائنات کی طرف سے تجویز کیا گیا ہے۔ اور اس کی روح توحید خداوندی کا صحیح تصوّر ہے۔ اسلام طبیب حاذق کی طرح جرائم کے لئے تعزیرات اور معاشیات اور اقتصادیات کے ضابطے اور معاشرتی برائیوں کے علاج تجویز کرتا ہے مگر عبادات میں کوتاہیاں یا معاملات کی خرابیاں، عقائد کے مفاسد ہوں یا بندگانِ خدا کی حق تلفیاں ان سب کا اصلی سبب خدا فراموشی کو قرار دیتا ہے اور اسی لئے تمام اسلامی عبادات و تعلیمات میں توحیدِ الٰہی کو ہر چیز سے مقدم رکھا گیا ہے اور خدا اور بندے کے درمیان کو مضبوط کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے چنانچہ میرا دعویٰ ہے کہ اگر خدا کا صحیح تصور بندے کے دماغ میں جاگزیں ہو جائے اُس کی عظمت اور اُس کا خوف دل میں پوری طرح بیٹھ جائے اور موت اور اس کے سامنے جواب دہی کا کامل یقین ہو جائے تو انسان سے کوئی گناہ کسی حالت میں ہو ہی نہیں سکتا اور جرائم کا مکمل انسداد ہو سکتا ہے۔ آج اگر ہم ایک معمولی دنیوی حاکم کے سامنے جرم کا ارتکاب کرنے سے ہچکچاتے ہیں بلکہ جرم کے پاس بھی نہیں پھٹکتے تو احکم الحاکمین کو حاضر و ناظر جان لینے کے بعد اس کی موجودگی میں جرم و گناہ کے ارتکاب کی جسارت کیونکر کر سکتے ہیں۔ پھر وہ حاکم بھی ایسا ہے کہ جسے کوئی فریب نہیں دے سکتا۔ اور نہ اس سے کوئی چیز اور کسی کا کوئی ارادہ اور بھید چھپا ہوا ہے۔ اور سب نے ایک دن اُسی کے حضور پیش ہونا ہے یہی ایک تصوّر ہے جو ہمیں جرائم و معاصی سے نجات دلا سکتا ہے۔ آپ نے کہا میرا دعوےٰ ہے کہ قانون جرائم کو نہیں روک سکتا کیونکہ انسان قانون اور قانون نافذ کرنے والوں کو فریب دے سکتا ہے مگر خدائے علیم و بصیر کو کوئی دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا۔ اس لئے خدا کا تصور صحیح ہی جرائم کے انسداد کا واحد حل ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے تاریخ اسلام کی مثال پیش کی اور کہا کہ عرب شراب عبادت کے طور پر پیتے تھے۔ اور اپنے بچوں کو ہزار ہزار سال پرانی شراب کی گھٹی دیتے تھے مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے فکر و نظر کا انقلاب برپا ہُوا تو قانون کی عدم موجودگی میں بھی جب اللہ کا صرف ایک حکم "فاجتنبوہ" آ گیا تو مدینہ کی گلیوں میں شراب کی نالیاں بہہ رہی تھیں اور کسی گھر میں شراب کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا تھا۔ لیکن آج قانون کی موجودگی میں جرائم کی فراوانی ہے اور جرائم روز بروز بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں جس کی وجہ صرف یہی ہے کہ لوگوں کے دلوں سے خوف خدا اور فکر آخرت اٹھ گیا ہے۔ ہر طرف فحاشی و بدمعاشی سینما اور تھیٹروں کی کثرت اور تہذیب نو کی تباہ کاریاں لوگوں میں جرائم کی آبیاری کر رہی ہیں اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ عوام و خواص سب ہی لامذہبی کی آغوش میں جا رہے ہیں۔ اور خدا کو دلوں سے نکال دینے کے درپے ہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ لامذہبی اور خدا فراموشی سے ہرگز معاشرہ کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اکبر الہ آبادی مرحوم نے شاید اسی موقع کے لئے کہا تھا ؎

لامذہبی سے ہو نہیں سکتی فلاحِ قوم
ہرگز گذر سکیں گے نہ ان منزلوں سے آپ
کعبہ سے بُت نکال دئے تھے رسولؐ نے
اللہ کو نکال رہے ہیں دلوں سے آپ

غرضیکہ ساری تقاریر کا حاصل اور ان کے اندر جزو مشترک یہی تھا کہ اسلامی قوانین کا نفاذ، قانون کی سخت گیری اور اللہ کا خوف ہی جرائم کی روک تھام کا ذریعہ بن سکتے ہیں اور ہمارا دعوےٰ ہے کہ جب بھی دنیا امن و سلامتی کی تلاش میں تحقیق کی جھولی پھیلا کر عقل و خرد کے میدان میں نکلے گی صرف اسلام ہی اس کے دامن مراد کو بھرے گا۔ چنانچہ ہم اربابِ اقتدار سے یہ درخواست کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اپنی اور ملک و قوم کی بہتری کے لئے جلد از جلد اسلامی قوانین نافذ کریں۔

بقیہ : مجلس ذکر

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ (رواہ فی المؤطا، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثالث)

ترجمہ: حضرت مالکؒ بن انسؓ سے بطریق مرسل روایت ہے —— کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (وہ دو چیزیں ہیں) اللہ تعالےٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے رسولؐ کی سنّت (حدیث)

قوم کی بے راہروی پر اظہارِ افسوس

ہوتا کیا ہے؟ آپ دیکھ رہے

ہیں پندرہ بیس روز سے مسلمانوں کی دولت ناجائز کراچی سے لے کر پشاور تک پھونکی جا رہی ہے۔ میں بڑے بڑے لمبے سفر کر کے آیا ہوں۔ کوہاٹ سے لے کر کے بیکانیر کی ریاست کے قریب سے منچن آباد سے آج چلے ہیں۔ صبح سویرے نماز پڑھتے ہی۔ شام کی نماز یہاں آکے پڑھی۔ سارا سفر کرتے ہوئے راستے میں سب کچھ دیکھتے آئے ہیں۔ جہاں جہاں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ملتان، میانوالی تک مسلمانوں کی دولت آتشبازی میں پھک رہی ہے، جھنڈیاں لگانے میں خرچ ہو رہی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ پنجابی اسلام کھوٹا اسلام ہے۔ جو شخص حلوہ پوری کو دین بنا بیٹھا ہے۔ اور روکو تو "وہابی" کے نام سے (بدنام) کر دیتے ہیں۔ یعنی جو دین پر عمل کرنے کے لئے آپ کے ساتھ خیر خواہی کرے اُسے دشمن سمجھ کر خود اس کے دشمن بن جاتے ہیں۔ اور جو آپ کو سینما میں پکڑ کے لے جائے، جو آپ کو جہنم میں لے جائے اس کو آپ وفادار سمجھتے ہیں، یعنی شیطان کو وفادار سمجھتے ہیں۔ اور اللہ و رسول ؐ کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اللہ و رسول ؐ کی طرف دعوت دینے والوں کو "وہابی" کہہ دیتے ہیں۔ بتایئے قیامت کے دن کیا کہیں گے؟ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ اللہ تعالےٰ ہی اس قوم کو ہدایت دے جو دوست دشمن میں بھی تمیز نہیں کرتی۔ جو اپنے خیر خواہ اور اپنے بدخواہ کو نہیں پہچان سکتا وہ کیا انسان ہے؟ جانور بھی اپنے دشمن کو پہچانتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "قیامت کے دن احمد علی کا ہاتھ ہو گا اور تمہارا گریبان ہو گا۔ خدا کے حضور پیش کر دوں گا۔ کہ میں نے ۴۵ سال قرآن سنایا۔ تم نے اس کان سنا اُس کان نکال دیا۔ خدا کی طرف سے میں نے حجت پوری کر دی۔ اب عمل کرنے نہ کرنے کی ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے"

بہرحال کون سا مسلمان ہے جس کو پتہ نہیں کہ نمازیں فرض ہیں، روزے فرض ہیں۔ یہ فرائض ہیں اور فلاں فلاں

سے بچنے کا حکم ہے۔ جو عمل کرے گا، وہی اجر کا مستحق ہو گا ؎

جو بڑھے گا مرتبہ اس کا بڑھایا جائے گا
جو گرے گا اس کو ہستی سے مٹایا جائیگا

اللہ تعالےٰ سب کو ذکر، فکر اور بہتر تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

"خلائی تسخیر اور قرآن کریم"

(حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی کی نظر میں)

حضرت علامہ تحریر فرماتے ہیں کہ "خلائی تسخیر اور قرآن کریم" مؤلفہ مولانا ابومسعود نقشبندی کتاب ملاحظہ سے گذری۔ اس میں شک نہیں کہ یہ موضوع بالکل جدید اور ضرورت وقت کی دعوت کا جواب ہے اور اس کی تحقیق مزید بسط کی خواہاں ہے۔ اس کے باوجود مؤلف دام فیضہ نے جس قدر لکھا ہے اور جس قدر عرقریزی سے لکھا ہے وہ بے حد نافع اور تشنگان تحقیق کے لئے کافی ہے اور بہت سے شکوک و شبہات کا حل اس میں موجود ہے میں اس کی مقبولیت کی دعا کرتا ہوں۔

شمس الحق افغانی صدر شعبہ تفسیر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور

نوٹ: آج ہی آرڈر دے کر حاصل کریں۔

ہدیہ: اعلیٰ ایڈیشن چار روپے سستا ایڈیشن تین روپے

(ادارہ فروغ اسلام شجاع آباد ملتان)

بچوں کا صفحہ

روزہ، جو تمام برائیوں سے بچاؤ کیلئے ایک ڈھال کا کام دیتا ہے

محمد امین زاہد

روزہ مسلمانوں سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی رائج تھا اور ہندؤوں میں بھی رائج ہے اگرچہ عمل میں اختلاف ہے۔ ان میں سے کسی قوم میں روٹی کے علاوہ باقی ہر چیز کھانے کا نام روزہ ہے۔ اور اگر کوئی قوم کسی ایک چیز کو ترک کر دینا روزہ سمجھتی ہے۔ اگر صحیح طور پر دیکھا جائے تو اس طرزِ عمل سے روزے کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں کے لئے روزہ کا مقصد ان سب سے بالاتر ہے۔ کیونکہ مسلمان دوسری اقوام سے ہر معاملہ میں بازی لے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر عمل کے میدان میں ان کو پرکھا جائے تو دوسرے تمام مذاہب نے اپنے بڑوں کی عمدہ نصیحتیں اور قابلِ عمل اقوال پر عمل کرنے کو صحیح نجات کا راستہ قرار دیا ہے۔ مگر اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اللہ کے احکام کی تعمیل اور تقوےٰ کی صفت پیدا کرنے کے لئے روزے فرض کئے ہیں اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کو پیش کر دیا ہے حضور اکرمؐ نے جو کام خود کیا دوسروں کو عمل کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ صوم رمضان کے معاملہ میں آپؐ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حضورؐ نے خود روزے رکھے اور ان کے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور جس طرح صحابہؓ کرامؓ نے آپؐ کو دیکھا اسی طرح عمل کیا۔

الحاصل

دوسرے مذاہب سے اسلام کا روزہ فزوں تر ہے اور بہترین خصوصیات کا حامل ہے بظاہر اسلام میں کھانے پینے سے رکے رہنا روزہ کہلاتا ہے۔ مگر دراصل خواہشاتِ نفسانی اور حیوانانی جذبات پر قابو پانا روزہ ہے۔ مسلمانوں کا روزہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۵ کی صحیح عکاسی کرتا ہے جس میں مسلمان کے پرہیزگار اور تقویٰ شعار ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

صوم کے معنی لغت کے اعتبار سے کسی سے رک جانے کے ہیں۔ اسی سے یہ مقصد بھی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ خواہشاتِ نفسانی اور ان کے افعال و اقوال سے رک جانا روزے کی نیت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ (روزہ ڈھال ہے) جس طرح ایک مسلمان میدان جنگ میں کافر کے وار سے بچاؤ کے لئے ڈھال کا استعمال کرتا ہے۔ اور ڈھال وار کے روکنے کا کام دیتی ہے اسی طرح روزہ بھی تمام برائیوں سے بچاؤ کے لئے ایک ڈھال کا کام دیتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے فرمایا کہ روزے کی حالت میں اگر کوئی شخص تمہیں گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اسے کہہ دو کہ بھائی مجھے روزہ ہے

ہر چیز کا ایک مقصد ہوتا ہے روزے کا مقصد ہر برائی سے اجتناب کرنا ہے۔ نیکی کی طرف مائل ہونے کی ٹریننگ ہے۔ مسلمان پورا ایک مہینہ تزکیہ نفس کا سبق حاصل کرتا ہے یہ ایک تربیتی پروگرام ہے۔ جس سے مسلمان بری لغزشوں سے نفس کا تزکیہ کر کے آخرت کے لئے نیک اعمال کا سامان بناتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اسی طرح جو ماہ رمضان کی رات کو عبادت کرے اس کے بھی پہلے گناہ معاف کئے جائیں گے اور جس نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا اس کے بھی گناہ بخشے جائیں گے۔ فقط نہ کھانا اور نہ پینا تو فاقہ ہے روزے اور فاقے میں بہت فرق ہے۔ اصل مقصود تزکیہ نفس ہے۔

خدا تعالےٰ ہم سب کو روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

"این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

★

مال اور علم

عابد نظامی

دس آدمی حاضر ہوئے حضرت علیؓ کے پاس
اس واسطے کہ پرکھیں وہ علمیت آپ کی

ہر اک کا بوترابؓ سے تھا ایک ہی سوال
رتبے میں علم بڑھکے ہے یا مال دنیوی

سب کو دیا جواب علیؓ نے الگ الگ
ہر شخص کا سوال اگرچہ تھا ایک ہی

فرمایا! مال کے ہیں زمانے میں سب عدو
پر علم سے نہیں ہے کسی کو بھی دشمنی

ہے مال و زر وراثت فرعون نابکار
اور علم ہے جہاں میں وراثت رسولؐ کی

گھٹتا ہے مال جتنا بھی ہم خرچ اسے کریں
پر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور بھی

ہے مال ایسی چیز چھپائے جسے ہر ایک
اور علم ایسی شے کہ چھپائے نہ کوئی بھی

ہے مال چوری ہونے کا ہر وقت ہی خطر
اور علم چوری ہونے کا خطرہ نہیں کوئی

ہے مال ایسی چیز مکدر کرے جو دل
اور علم ایسی شے کہ کرے دل میں روشنی

ہے مال سے جہان میں دعویٰ خدائی کا
اور علم سے ہے ہر گھڑی احساس زندگی

جو مال جمع کرتا ہے بے حد حریص ہے
لیکن حصول علم ہے اک بات فخر کی

محشر میں ہوگا مال کا سب سے کڑا حساب
لیکن نہ ہوگی علم پر پرسش ذرا سی بھی

کرتا ہے مال و زر کی حفاظت جہاں میں تو
لیکن جہاں میں علم حفاظت کرے تری

۱۵ نومبر ۱۹۶۸ء

۲۰

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵
چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۸۱۰۲۲۶ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲۰۶۶۷۶/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G۸۱۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

نقشہ اوقات سحری و افطاری

بمطابق سٹینڈرڈ ٹائم مغربی پاکستان

رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ — ۱۹۶۸ء
(برائے شہر لاہور و مضافات)

ارشاد باری تعالےٰ :-
یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ ۲-ع ۷)
ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	گھنٹہ	افطاری: منٹ	گھنٹہ
جمعہ	۲۲ نومبر	یکم رمضان	۱۱	۵	۳	۵
ہفتہ	۲۳ 〃	۲ 〃	۱۲	۵	۳	۵
اتوار	۲۴ 〃	۳ 〃	۱۳	۵	۲	۵
پیر	۲۵ 〃	۴ 〃	۱۴	۵	۲	۵
منگل	۲۶ 〃	۵ 〃	۱۵	۵	۱	۵
بدھ	۲۷ 〃	۶ 〃	۱۵	۵	۱	۵
جمعرات	۲۸ 〃	۷ 〃	۱۶	۵	۱	۵
جمعہ	۲۹ 〃	۸ 〃	۱۷	۵	۱	۵
ہفتہ	۳۰ 〃	۹ 〃	۱۸	۵	۱	۵
اتوار	یکم دسمبر	۱۰ 〃	۱۹	۵	۰	۵
پیر	۲ 〃	۱۱ 〃	۱۹	۵	۰	۵
منگل	۳ 〃	۱۲ 〃	۲۰	۵	[illegible]	۵
بدھ	۴ 〃	۱۳ 〃	۲۱	۵	[illegible]	۵
جمعرات	۵ 〃	۱۴ 〃	۲۱	۵	۱	۵
جمعہ	۶ 〃	۱۵ 〃	۲۲	۵	۱	۵
ہفتہ	۷ 〃	۱۶ 〃	۲۳	۵	۱	۵
اتوار	۸ 〃	۱۷ 〃	۲۳	۵	۱	۵
پیر	۹ 〃	۱۸ 〃	۲۴	۵	۱	۵
منگل	۱۰ 〃	۱۹ 〃	۲۴	۵	۱	۵
بدھ	۱۱ 〃	۲۰ 〃	۲۵	۵	۲	۵
جمعرات	۱۲ 〃	۲۱ 〃	۲۵	۵	۲	۵
جمعہ	۱۳ 〃	۲۲ 〃	۲۶	۵	۲	۵
ہفتہ	۱۴ 〃	۲۳ 〃	۲۷	۵	۲	۵
اتوار	۱۵ 〃	۲۴ 〃	۲۷	۵	۲	۵
پیر	۱۶ 〃	۲۵ 〃	۲۸	۵	۳	۵
منگل	۱۷ 〃	۲۶ 〃	۲۹	۵	۳	۵
بدھ	۱۸ 〃	۲۷ 〃	۳۰	۵	۴	۵
جمعرات	۱۹ 〃	۲۸ 〃	۳۰	۵	۴	۵
جمعہ	۲۰ 〃	۲۹ 〃	۳۱	۵	۴	۵
ہفتہ	۲۱ 〃	۳۰ 〃	۳۱	۵	۴	۵

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	گھنٹہ	افطاری: منٹ	گھنٹہ
اتوار	۲۲ دسمبر	یکم شوال	عیدالفطر			
پیر	۲۳	۲	۳۲	۵	۶	۵
منگل	۲۴	۳	۳۳	۵	۷	۵
بدھ	۲۵	۴	۳۳	۵	۷	۵
جمعرات	۲۶	۵	۳۳	۵	۸	۵
جمعہ	۲۷	۶	۳۴	۵	۸	۵
ہفتہ	۲۸	۷	۳۴	۵	۹	۵

روزہ رکھنے کی نیت: وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ
ترجمہ: اور میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔
روزہ کھولنے کی نیت: اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ؕ
ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کے لئے لاہور کے اوقات میں مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منفی کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ جمع سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت میں جمع (+) کر دیا جائے۔

۲۔ منفی سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت سے منفی (−) کر دیا جائے۔

نوٹ: جو حضرات ان خاص شہروں میں نہیں رہتے بلکہ ان کے قریب قریب کہیں اور جگہ رہائش رکھتے ہیں تو وہ اپنے علاقہ کے شہر (ضلع وغیرہ) پر ہی عمل کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ کا ہی فرق واقع ہوگا اور ویسے بھی احتیاطاً اصلی وقت سے دو تین منٹ بعد وقت کو شمار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں مگر زیادہ تاخیر بالکل نامناسب ہے — حق تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں۔ میرے اور میرے والدین اور اہل و عیال کے لئے صدقہ جاریہ اور گناہوں کا کفارہ بنائیں آمین ثم آمین۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ (اظہر)

مغربی پاکستان کے شہروں کے اوقات کا فرق

نام شہر	فرق از لاہور
ایبٹ آباد	+ ۴ منٹ
بنوں	+ ۱۶ 〃
بہاولپور - درگئی	+ ۱۴ 〃
پشاور - کوہاٹ	+ ۱۳ 〃
جہلم	+ ۲ 〃
جمرود - مظفر نگر	+ ۱۲ 〃
جموں	+ ۲ 〃
جھنگ صدر - خوشاب	+ ۸ 〃
جیکب آباد - لاڑکانہ	+ ۲۴ 〃
حیدر آباد سندھ	+ ۲۳ 〃
ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+ ۱۵ 〃
ڈیرہ غازی خاں	+ ۱۴ 〃
راولپنڈی سرگودھا ساہیوال	+ ۵ 〃
سکھر	— ۱۸ 〃
سیالکوٹ	— ۲ 〃
شیخوپورہ	+ ۱ 〃
کراچی، کوئٹہ، بلوچستان	+ ۲۹ 〃
کوہ مری - گوجرانوالہ	+ ۴ 〃
کیمبل پور	+ ۹ 〃
لائل پور	+ ۹ 〃
لورالائی	+ ۲۳ 〃
مظفر گڑھ	+ ۱۲ 〃
ملتان	+ ۱۰ 〃
میانوالی - چترال	+ ۱۱ 〃
پنڈ دادنخان	+ ۴ 〃
پارا چنار	+ ۱۸ 〃
ہری پور	+ ۷ 〃
شکار پور	— ۱۷ 〃
گلگت	+ ۳ 〃
لداخ	— ۱۹ 〃
میراں شاہ	+ ۱۷ 〃
گجرات	+ ۰ 〃
لیہ	+ ۱۳ 〃

مؤلفہ: احقر الانام غلام قادر اظہر ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین خالد منزل الف ۲۷۸۶ لائن سبحان خاں شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا